اسلامی نظام

نظام سارے مسائل کا حل

﴿تالیف﴾

محمد عبدالعزیز غازی

خطیب لال مسجد، اسلام آباد

فہرست

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر تخلیق معجزانہ: ۷
اسلامی نظام امن وسکوں کا ضامن: ۸
پاکستان میں اسلامی نظام کی ضرورت کیوں؟ ۹
جمہوری نظام اور اسلامی نظام: ۱۱
موجودہ جمہوری نظام کے بعض سخت نقصانات: ۱۳
انتخاب اور چناؤ کیسے ہو: ۱۳
اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکومت کو تسلیم کیا جائے: ۱۵
بانی پاکستان اور اسلامی حکومت: ۱۸
کثرت سے قدرتی آفات کی آمد: ۱۹
خوف اور بھوک کا عذاب:: ۲۰
بے حیائی وفحاشی اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کا باعث: ۲۱
اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنگ: ۲۳
عذاب کے مختلف طریقے: ۲۴
حکمراں اور انتظامیہ سادگی اختیار کریں: ۲۴
ہزاروں لاکھوں ایکٹر زمینوں کے مالک: ۲۵
بلوچستان کے مسائل کا حل: ۲۶
بنگلہ دیش سے سبق لیں: ۲۶
عدالتوں کا طویل ترین پیچیدہ نظام: ۲۷
مہنگا ترین عدالتی نظام: ۲۸
ملزموں ومجرموں پر بھاری اخراجات: ۲۸
مظلوم عدالتوں کی چکی میں: ۲۹
کتنے ہی غریب لوگ غلط راہوں پر: ۳۰

نئی وارداتیں سیکھنے کی دنیا: ۳۱
عدالتوں میں اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں: ۳۲
قرآن وسنت کی بہترین ترتیب: ۳۳
کیا اسلام کی سزائیں سخت ہیں: ۳۵
جیلوں میں لمبے عرصے تک رہنے کا نقصان: ۳۵
جیلوں میں رشوت اور لوٹ مار: ۳۶
ملک کا قانون مکمل انصاف دینے سے قاصر: ۳۷
موجودہ سسٹم کی ایک بڑی خرابی: ۳۷
ٹیکسوں کا سیلاب: ۳۸
پاکستان میں بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری: ۳۹
چوری ڈکیتی کی بہتات: ۳۹
ہر چیز میں ملاوٹ: ۴۱
منشیات اور اس کا خاتمہ: ۴۱
مہنگائی کا جن: ۴۲
لوٹ مار کا عالم: ۴۳
مہنگائی کا ایک پیارا حل: ۴۴
حکمران اثاثے نہ بنائیں: ۴۶
چینلوں کی تباہ کاریاں: ۴۶
بے روزگاری کا آسان حل: ۴۷
بجلی گیس وغیرہ کے چوروں کو سخت سزائیں: ۴۸
جلوسوں پر پابندی: ۴۹
جلسوں کے لئے قواعد وضوابط ۵۰
پورے ملک میں مدنی مکی اذان دی جائے: ۵۰
اتحاد و یگانگی کی فضا قائم کی جائے: ۵۱

سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانا جرم عظیم قرار دیا جائے: ۵۱
کرپشن اور رشوت کا مسئلہ: ۵۲
غریبوں پر ظلم وستم: ۵۳
وہن کی بیماری عام ہوگی:: ۵۵
اسلامی نظام کے لئے چند اہم نکات.. ۵۶
اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے چند اہم نکات ۵۸
ا۔نفاذ اسلام.. ۵۸
۲۔شرعی قوانین ۵۹
۳۔ظالمانہ ٹیکسوں کا خاتمہ ۵۹
۴۔حدود کا اجراء ۶۰
۵۔اردو کا احیاء ۶۱
۶۔سود کا خاتمہ ۶۱
۷۔منشیات کا انسداد ۶۲
۸۔بے گھر لوگوں کو رہائش کی فراہمی ۶۲
۹۔اہل صحافت کے لئے شرعی ضابطہء اخلاق ۶۳
۱۰۔قیدیوں کے معاملات ۶۴
۱۱۔غیر شرعی رسومات کا انسداد ۶۴
۱۲۔سرکاری عہدیداران کا معیار ۶۵
۱۳۔تعلیمی اور رفاہی اداروں کیلئے رعایت.. ۶۶
۱۴۔تجارتی اداروں اور کارخانوں کے لئے رعایت ۶۶
۱۵۔ڈیموں کا مسئلہ ۶۶
۱۶۔تعلیم کا فروغ.. ۶۶
۱۷۔پولیس میں اصلاحات ۶۸
۱۸۔ادارۂ احتساب ۶۹

۱۹۔بلوچستان اور قبائل میں پھیلی آگ کے مسائل ۷۰
۲۰۔خودکشی کا انسداد ۷۰
۲۱۔صحت ۷۱
۲۲۔پیچیدہ دفتری نظام اور اس کا حل ۷۲
۲۳۔شعبہ احیاء السنہ ۷۳
۲۴۔فضول خرچی سے گریز ۷۴
۲۵۔اسلامی بینکنگ ۷۴
۲۶۔سود کا خاتمہ ۷۴
۲۷۔مجلس فقہی کا قیام ۷۵
۲۸۔سرکاری اداروں اور شخصیات کی حوصلہ افزائی ۷۵
۲۹۔عطیات کے لئے ضابطہ اخلاق ۷۶
۳۰۔سرکاری تنخواہیں اور رہائش ۷۶
۳۱۔اسلامی تعلیمات کی ترویج ۷۶
۳۲۔شاہراہوں پر عوامی مراکز ۷۷
۳۳۔شادی الاؤنس ۷۷
۳۴۔شادی کورس ۷۷
۳۵۔حج وعمرہ کورس ۷۸
۳۶۔ملاوٹ کا انسداد ۷۸
۳۷۔آبادکاری ۷۸
۳۸۔فحاشی کا خاتمہ ۷۹
۳۹۔صفائی اور نظافت ۷۹
۴۰۔لاؤڈ سپیکر کے غلط استعمال کی روک تھام ۸۰
۴۱۔آتش بازی کا خاتمہ ۸۰
۴۲۔بسنت ۸۰

۴۳۔غیر مسلموں کے حقوق.. ۸۰
۴۴۔نماز باجماعت کی پابندی.. ۸۱
۴۵۔طلبہ امن فورس.. ۸۱
۴٦۔منصوبہ بندی برائے روزگار.. ۸۱
۴۷۔سیر وتفریح کے جداگانہ مراکز.. ۸۱
۴۸۔جہاز،ٹرین، بسوں اور ویگنوں میں پردے کا انتظام.. ۸۲
۴۹۔جلاوطن افراد کیلئے معافی کا اعلان.. ۸۲
۵۰۔سڑکوں اور شہروں کے لئے بورڈ:.. ۸۲
سانحہ لال مسجد سے قبل مختلف طبقوں کو لکھے گئے خطوط کے نمونے.. ۸۴
شراب، جوا اور بدکاری کے اڈے چلانے والوں کے نام.. ۸۴
ڈرائیور بھائیوں اور مسافروں کے نام.. ۸٦
دکاندار بھائیوں اور ہوٹل مالکان کے نام.. ۸۸
اصحاب قلم اور ارباب صحافت کے نام.. ۹۰
پولیس اور انتظامیہ اہل کاروں کے نام.. ۹۱

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم اَمَّابَعْد:اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمO قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وتعالیٰ: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنO وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام O وَقَال اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُOقَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَااَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْکَافِرُوْنَO

ترجمہ(۱): اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کی راہوں کی تابعداری مت کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ترجمہ(۲): بے شک پسندیدہ دین اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

ترجمہ(۳): اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کرے تو ہرگز اس کو قبول نہ کیا جائیگا۔

ترجمہ(۴): جو ہمارے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر تخلیق معجزانہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ جو بھی چیز تخلیق فرماتے ہیں وہ اس معجزانہ انداز سے تخلیق کرتے ہیں کہ اس میں سارا جہاں مل کر کوئی ڈیفیکٹ اور عیب نکال نہیں سکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہکشاؤں میں عجیب وغریب معجزانہ نظام بنا دیئے۔ سورج، چاند، زمین، ستاروں اور

سیاروں کو عجیب وغریب معجزانہ رفتاریں عطا فرمائی ہیں کہ لاکھوں سال بیت گئے لیکن آج تک ان کے نظام میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھل، سبزیاں، اناج، پھول، جڑی بوٹیاں پیدا فرمائیں ان کے بیجوں میں ایک معجزانہ نظام قائم فرمادیا۔ ہر چیز کے بیج میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلیوں کا سسٹم قائم فرمایا ہے اور اس میں ڈی۔این۔اے رکھا جس میں ہر چیز کی ساری ساخت اور کیفیت سمو دی ڈی۔این۔اے پر اس پھل، سبزی، اناج وغیرہ کی ساری ساخت اور کیفیات موجود ہیں کہ بیج سے کونپل کیسے پھوٹے گی، پتے کیسے ہوں گے، پتوں کا ڈیزائن کیسا ہوگا، پتوں میں خوشبو کیسی ہوگی، پھول کیسے آئیں گے، پھولوں کے بعد ڈوڈیاں کیسے بنیں گی، خوشہ کیسے تیار ہوگا پھر ان میں کون کون سے رنگ آئیں گے، پھل سبزی میں کون کون سی خوشبو بھری جائے گی اور کون سے ذائقے موجود ہوں گے اور کس تعداد میں کتنے وٹامنز ہوں گے اور غذائی اجزاء کتنی مقدار میں ہوں گے، سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ڈی۔این۔اے میں سمو دیا ہے مجال ہے کہ پوری دنیا میں ذرہ برابر ان چیزوں میں کمی بیشی ہو جائے۔ ایک قسم کے بیج سے پوری دنیا میں ایک ہی قسم کا پودا، پتے، پھول، پھل پیدا ہوں گے ذرہ برابر کوئی کمی بیشی نہ ہوگی۔ یہ ترتیب ہزاروں سال سے قائم ہے ذرہ برابر اس سسٹم میں فرق نہیں آرہا۔

اسلامی نظام امن وسکوں کا ضامن:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا تَرَىٰ فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُت

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میری تخلیق میں کوئی کمی بیشی نہ پاؤ گے۔ بار بار اللہ تبارک وتعالیٰ کی تخلیق پر غور کریں، کوئی بھی ڈیفیکٹ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تخلیق میں نہ ملے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر تخلیق اور بناوٹ بے عیب ہے اور لاکھوں فائدوں سے پُر ہے، جبکہ انسان جو بھی چیز بناتا ہے جہاں اس میں فوائد ہوتے ہیں وہاں اس میں بہت

سارے نقصانات بھی ہوتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کے نظام کو چلانے کے لئے اسلامی نظام دیا۔جس کو اگر مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے تو دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے۔آج پوری دنیا میں انسانوں کے بنائے ہوئے عیب دار نظام چل رہے ہیں۔جس میں اگرچہ کچھ فائدے ضرور ہیں لیکن ان میں نقصانات بہت سارے ہیں۔اس وجہ سے پوری دنیا آج بدامنی،معاشی بحران اور لاکھوں مسائل کا شکار ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے بنائے ہوئے اسلامی نظام کی مثال دنیا کے نظاموں کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے حقیقی پھل مصنوعی پھلوں کے مقابلے میں اور حقیقی پھول مصنوعی پھولوں کے مقابلے میں اور حقیقی ہاتھ پاؤں مصنوعی ہاتھ پاؤں کے مقابلے میں۔ٹھیک ہے کہ مصنوعی چیزیں کچھ فوائد ضرور رکھتی ہیں لیکن سو فیصد فوائد نہیں رکھتیں جبکہ اللہ رب العزت کی بنائی ہوئی چیزیں سو فیصد فوائد رکھتی ہیں۔اسی طرح انسان جو نظام بناتے ہیں چاہے وہ کتنی ہی نیک نیتی سے کیوں نہ ہو لیکن ان میں ضرور بہت سارے ایسے ڈیفیکٹ رہ جاتے ہیں جن سے مسائل اور پریشانیاں جنم لیتی ہیں۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری دنیا میں ہم اسلامی نظام کو اجاگر کریں اور اس کے نفاذ کے لئے ہر ممکن کوشش کریں جو پوری دنیا کے امن وسکوں کا ضامن ہے۔اسلامی نظام انسانوں کی جان مال عزت آبرو سکون ہر چیز کا محافظ ہے جبکہ موجودہ نظاموں میں یہ چیزیں غیر محفوظ ہو چکی ہیں۔

پاکستان میں اسلامی نظام کی ضرورت کیوں؟

پاکستان اسلام کے لئے بنا تھا لاکھوں افراد نے اسلام کے لئے عظیم قربانیاں دی تھیں اور یہ امید کی گئی تھی کہ پاکستان میں اسلامی نظام ہوگا لیکن افسوس صد افسوس پاکستان بننے کے بعد کچھ ہی عرصے میں وڈیروں سرمایہ داروں،جاگیرداروں کے مخصوص ٹولے کے قبضے میں چلا گیا اور یہ سب لوگ جمہوریت کی آڑ میں تریسٹھ سال سے کروڑوں مسلمانوں

کے خون پسینے سے کمائے ہوئے مال ودولت کو مختلف طریقوں سے ہتھیا رہے ہیں اور اس پر عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں پاکستان میں جمہوری نظام برائے نام نافذ ہے جس میں بہت کم ہی نیک صالح دیانتدار لوگوں کو آگے آنے کا موقع ملتا ہے انتخابات کے موقع پر پیسوں کو پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور اربوں کھربوں روپے انتخابات کی نظر ہو جاتے ہیں اور پھر یہی اربوں کھربوں روپے اسمبلیوں میں پہنچ کر کئی گناہ اضافے کے ساتھ وصول کر لئے جاتے ہیں موجودہ جمہوری سیٹ اپ میں غریب نیک صالح دیانتدار آدمی کا داخل ہونا ایک انتہائی مشکل مرحلہ بنا دیا گیا ہے اس لئے اسمبلیوں میں اسی نوے فیصد یہی وڈیرے، جاگیردار، سرمایہ دار ہی چہرے بدل بدل کر بار بار پہنچ پاتے ہیں اور ملک کے سیاہ وسفید کے یہی لوگ مالک بن جاتے ہیں انہی کی مرضی سے تمام فیصلے ہوتے ہیں یہی لوگ پورے ملک کی انتظامیہ اور پولیس پر حاوی رہتے ہیں اور اپنی مرضی کے فیصلے کرواتے رہتے ہیں اور یہی لوگ آہستہ آہستہ پورے ملک کی تجارت پر قابض ہو جاتے ہیں اور اپنی مرضی سے چیزوں کی قیمتوں میں مل جل کر اضافہ کر دیتے ہیں انہی میں سے بہت سارے لوگ ملک سے کھربوں روپے تجارت کے نام پر بطور قرض وصول کرتے ہیں پھر جھوٹا موٹا نقصان بتلا کر قرضے معاف کروا دیتے ہیں اور یہی لوگ ملک کے بینکوں سے کھربوں روپے کے قرضے لیکر سودی تجارت کرتے ہیں اور پھر حاصل ہونے والے نفع کا اسی فیصد خود رکھ لیتے ہیں اور بیس فیصد بینکوں کو دے دیتے ہیں اور پھر یہ بیس فیصد بھی اپنی لاگت میں شمار کر کے بنائی جانے والی اشیاء کی قیمتوں میں ڈال دیتے ہیں اس طرح یہ بیس فیصد سود جو غریبوں کی جیب میں گیا تھا وہ واپس انہی سرمایا داروں کے پاس بڑے خوبصورت انداز میں پہنچ جاتا ہے اور غریبوں کو پتہ بھی نہیں چلتا اور دھیرے دھیرے پیسوں کا بہاؤ انہی چند ہزار لوگوں کی طرف ہو جاتا ہے اور ملک کے کروڑوں غریب عوام، غریب تر ہو جاتے ہیں جو اپنے کھانے

، پینے ،علاج معالجے، بجلی اور گیس کے بل دیگر اخراجات کے ادا کرنے سے دن بدن قاصر ہوتے چلے جاتے ہیں اور مجبوراً خودکشیوں پر مجبور ہوجاتے ہیں جبکہ سرمایہ دار، جاگیردار ،حکمراں تعیّشات کی زندگی بسر کرتے ہیں سینکڑوں کنال پر اپنے محل اور ڈیرے بنواتے ہیں علاج معالجے کے لئے ملک سے باہر چلے جاتے ہیں اور کروڑوں روپیہ اپنے علاج معالجے پر لگادیتے ہیں اور یومیہ لاکھوں روپیہ شاپنگ پر اڑا دیتے ہیں اور غریب اپنے بیوی بچوں اور والدین کے علاج معالجے کو ترستا ہے اس لئے ضرورت ہے ہم اپنے ملکی حالات کا جائزہ ٹھنڈے دل سے لیں اور کسی بھی رنگ اور جماعت کی عینک نہ لگائیں بلکہ صاف ستھری آنکھوں سے حالات کو دیکھیں قرآن وسنت کی تعلیمات پر غور کریں اور ملک کے دگرگوں مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں۔

جمہوری نظام اور اسلامی نظام:

جمہوری نظام اگر حقیقی معنوں میں ہو تو اسلام کے قریب تر ضرور ہے لیکن اسلامی نظام اور جمہوری نظام میں بہت ساری چیزوں میں فرق ہے اسلامی نظام اللہ تبارک وتعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا تصور پیش کرتا ہے اور ملک کا سپریم لاء قرآن وسنت کو قرار دیتا ہے اور تمام حکمرانوں اور رعایا کو قرآن وسنت کا پابند بناتا ہے کوئی قانون بھی اسمبلی یا شوریٰ اکثریت سے بھی قرآن وسنت کے خلاف بنانے کا حق نہیں رکھتی اسلامی نظام یہ تصور پیش کرتا ہے کہ حکمران اور انتظامیہ اور ساری حکومتی مشینری پوری قوم کے معاملے میں خادمانہ اور انتہائی سادہ زندگی بسر کرے گی پوری قوم مخدومانہ زندگی بسر کرے گی انصاف سب کے لئے برابر ہوگا سزاو جزاء کا معاملہ حکمراں رعایا امیر وغریب کے لئے یکساں ہوگا اور اسمبلی ،مجلس شوریٰ میں پہنچنے کا سب سے بڑا معیار پیسہ، دولت اور زمین نہیں بلکہ نیکی ،تقویٰ ،امانت داری، اور اچھی شہرت ہوگا۔

جس کسی پر الزام لگے اس کی تحقیقات اسلامی عدالت سے کروائی جائیں۔اگر الزام ثابت ہوجائے تو وہ کسی بھی منصب کے اہل نہ ہوجبکہ موجودہ جمہوری نظام میں برائے نام حاکمیت اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ اور سپریم لا قرآن وسنت بنایا گیا مگر اس پر عمل نہیں ہوتا پیسے کے بل بوتے پر بہت سارے کرپٹ قسم کے لوگ اسمبلیوں میں پہنچ جاتے ہیں اور ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن جاتے ہیں اور جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ عوام کو قرار دیا جاتا ہے اور عوام کا موڈ دیکھ کر فیصلے کئے جاتے ہیں اور ہر جاہل، ناسمجھ، کو ووٹ کا اتنا ہی حق دیا جاتا ہے جتنا کہ ایک نیک صالح امانت دار پڑھے لکھے انسان کو۔

موجودہ جمہوری نظام میں حکمراں انتظامیہ، اور حکومت کی ساری مشینری بادشاہوں کی زندگی بسر کرتی ہے قوم رات دن محنت مزدوری کرتی ہے اور پیسہ کماتی ہے حکومت اپنے شاہانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے زندگی کی ہر ضرورت پر ٹیکس لگا دیتی ہے بلکہ بعض اوقات ایک ایک چیز پر ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنے میں بار بار ٹیکس لگا دیا جاتا ہے اور چیزوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں اور غریب عوام کی قوت خرید سے باہر ہوجاتی ہیں۔

چند ہزار سرمایہ دار اور جاگیردار اسمبلیوں میں پہنچ کر سینکڑوں طریقوں سے خوبصورت نعروں کی گونج میں قوم کے مال ودولت کو ہڑپ کر جاتے ہیں کہیں اگر کیس بن جاتا ہے تو وکیلوں، ججوں، اور انتظامیہ کو لاکھوں کروڑوں روپے دیکر فیصلے اپنے حق میں کروالیتے ہیں اور سارے الزامات سے بری ہوکر دوبارہ انتخاب لڑنے کے لئے صاف ستھرے ہوکر پہنچ جاتے ہیں اور دوبارہ لوٹ مار کا بازار گرم کردیتے ہیں۔

حکمرانوں کی لوٹ مار دیکھ کر قوم بھی کرپشن، ملاوٹ، رشوت، ذخیرہ اندوزی، بے جا منافع خوری، چوری، ڈاکے، اغواء برائے تاوان وغیرہ کے طریقوں کو اختیار کرکے

غریب عوام کو لوٹنا شروع کر دیتے ہیں انہی حالات کی وجہ سے ملک کا معاشی ڈھانچہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے اب صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کا بنایا ہوا قرآن وسنت کا نظام ہی ملک کو تباہی سے بچا سکتا ہے۔

موجودہ جمہوری نظام کے بعض سخت نقصانات:

پاکستان میں جمہوری نظام کے اندر بعض تباہ کن نقصانات پائے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انتخاب لڑنے والے کھربوں روپیہ انتخابات اور اس کی تشہیر اور لوگوں کو کھلانے پلانے پر لگا دیتے ہیں اور پھر یہی لوگ حکومت میں آکر ہزاروں کھرب ملک سے لوٹ لیتے ہیں انتخابات میں ایک دوسرے پر غلط قسم کے الزامات کی کثرت ہوتی ہے اور اپنے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ہوتا ہے جبکہ شریعت ان دونوں باتوں سے قطعاً منع کرتی ہے اس لئے کہ اس سے بہت ساری برائیاں ختم نہیں ہوتیں۔ انتخابات کے نتیجے میں خاندانوں اور پارٹیوں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور بہت دفعہ یہ بات قتل تک پہنچ جاتی ہے۔ انتخابات کے بعد بڑے بڑے لوگ تو اسمبلیوں میں چلے جاتے ہیں جبکہ ورکر جیلوں میں پڑے رہتے ہیں اور ان کی اور ان کے گھر والوں کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ موجودہ طریقۂ انتخاب میں پارٹیاں انتخاب لڑتی ہیں۔ اس میں تعصب کا پہلو بہت زیادہ اجاگر ہو جاتا ہے۔ اپنی پارٹی کا آدمی کتنی ہی غلطی کرے، غلط راہوں پر چلے اسے کچھ نہیں کہا جاتا اس کی صفایاں پیش کی جاتی ہیں اور دوسری پارٹی کا آدمی کتنا ہی اچھا کام کرے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی بلکہ اس کے کام میں کیڑے نکالے جاتے ہیں۔ پھر چونکہ پارٹی بدلنے پر کوئی قدغن نہیں ہے اس لئے ہر پارٹی والا اپنے ممبروں کی غلطیاں دیکھ کر بھی چپ رہتا ہے کہ اگر میں نے ان سے کچھ کہا تو یہ دوسری پارٹی میں چلے جائیں گے۔

انتخاب اور چناؤ کیسے ہو:

اسلامی نظام کی جب بات کی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ حکمرانوں کا چناؤ اور انتخاب کیسے کیا جائے گا۔ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ بہت ساری چیزوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وسعت رکھی ہے کہ جس ترتیب کو چاہو اختیار کر لو جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سبزیاں گوشت مصالحہ جات وغیرہ عطا فرما دیں اور اختیار دے دیا کہ مشورے سے ان کو بہتر سے بہتر انداز میں پکاؤ اور لطف اندوز ہو۔ اس طرح شریعت مطہرہ نے حکمرانوں کے چناؤ اور انتخاب کے لئے ہمیں قواعد وضوابط ضرور دیئے ہیں، ان کے چناؤ کے اصول بتا دیئے ہیں اور ہمارے ذمے ہے کہ ہم اپنے علاقے کے لئے مشورے سے شریعت کی روشنی میں رہنما اصول ترتیب دیں اور حکمرانوں کا اور شوریٰ کے ممبروں کا انتخاب کریں۔

حکمراں اور وزراء بننے کے لئے شرائط ہونی چاہیں کہ وہ نیک، صالح، متقی، پرہیزگار، منصب کے اہل ہوں۔ ان پر شرعی طور پر کوئی الزام نہ ہو جو ان کو منصب کے حوالے سے نااہل قرار دیتا ہو۔ اسی طرح حکمرانوں، وزراء اور شوریٰ کے ممبران کے لئے تعلیم کی مناسب حد مقرر ہونی چاہیے مثلاً یہ کہ وہ سارے ایم۔اے ہوں۔ اس کے ساتھ نیک، صالح، متقی، پرہیزگار اور قوم میں ان کی شہرت اچھی ہو اور قرآن وسنت فقہ کی مناسب حد تک تعلیم حاصل کی ہو۔ پھر چننے والوں کے لئے بھی معیار مقرر کیا جائے مثلاً یہ کہ ہر علاقے سے نیک، صالح، متقی، پرہیزگار اور کسی بھی معاملے میں غیر تہمت یافتہ اور تعلیم کے اعتبار سے کم از کم ایف۔اے یا زیادہ سے زیادہ ایم۔اے کی ڈگری لازم قرار دی جائے اور یہ کہ ان لوگوں کی فہرستیں بنا کر مذکورہ اداروں یعنی جن سے انہوں نے ڈگری لی ہو، ان سے ان کی اسناد کو ویریفائی کیا جائے۔ پھر ان لوگوں کے علاقوں سے معلوم کیا جائے کہ علاقے میں ان کی شہرت کیسی ہے، اچھے انسانوں کو سارا جہاں اچھا کہتا ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے

کہ یہ لوگ اس بات کے اہل ہیں کہ یہ اچھے لوگوں کا انتخاب کر سکتے ہیں تو ایسے لوگ اپنے علاقے کے لئے ممبر خود چنیں جو نیک، صالح، متقی، پرہیز گار اور قرآن وسنت سے واقف ہوں اور شوریٰ کے ممبروں کے انتخاب کے بعد قوم سے کہا جائے کہ یہ لوگ منتخب ہو چکے ہیں۔ ایک مہینہ دیا جاتا ہے اگر کسی کو ان میں سے کسی پر واقعی اعتراض ہو تو تمام ثبوتوں کے ساتھ شرعی عدالت میں پیش ہوں اور اگر وہ الزام ثابت ہو جائے تو ان شوریٰ کے ممبروں کو نااہل قرار دے دیا جائے۔ جب شوریٰ کا انتخاب پایہ تکمیل تک پہنچ جائے تو شوریٰ اپنے میں سے کسی نیک، صالح، متقی، پرہیز گار اور قرآن وسنت کے جاننے والے کو حاکم منتخب کرے۔ اگر چند لوگوں پر اختلاف رائے ہو اور سب ہی نیک، صالح، متقی، پرہیز گار اور علمی حوالے سے خوب اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں تو پھر ان چند لوگوں میں قرعہ ڈال کر فیصلہ کر لیا جائے۔ ممبران شوریٰ اور حاکم کے انتخاب میں یہ لازم رکھا جائے کہ کوئی بھی اپنا نام خود پیش نہ کرے گا بلکہ اہل حل وعقد یعنی وہ لوگ جو چناؤ کرنے کے اہل ہیں وہی شوریٰ کے ممبروں کو منتخب کریں گے اور شوریٰ کے ممبر بھی خود ہی مشورے سے کسی اچھے نیک صالح، دیانت دار اور منصب کے اہل آدمی کو بطور حاکم منتخب کریں گے۔ اختلاف کی صورت میں قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کر لیا جائے۔

شریعت مطہرہ قطعاً اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ہر جاہل، اجڈ اور ناداں کو انتخاب کا حق دے دیا جائے جن کو قوم کی بہبود اور فلاح کا کچھ علم نہ ہو۔ جن کا مطمع نظر صرف اور صرف کھانا، پینا اور زندگی کی تعیّشات ہوں جیسا کہ موجودہ جمہوریت کے اندر طریقہ رائج ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکومت کو تسلیم کیا جائے:

کائنات کی کھربا کھرب چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی معجزانہ قدرت سے

تخلیق فرمائی ہیں اور ایسی تخلیق فرمائیں کہ ہزاروں سال بیت گئے اور ان چیزوں کی بناوٹ اور ترتیب میں ذرہ برابر فرق نہیں آ رہا۔ آسمان، زمین، درخت، پھل، پھول، سبزیاں، پہاڑ، سمندر، انسان، درندے، پرندے غرض یہ کہ ساری چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظیم کاری گری کا نشاں ہیں۔ ہونا تو یہی چاہیے کہ جس نے سارا جہاں بنایا اسی کی حکومت کو تسلیم کیا جائے اور اسی کا قانون دنیا میں چلایا جائے۔ لیکن ہمیشہ سے مختلف لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بغاوت کا راستہ اختیار کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے تو اپنے نبیوں اور ان کے نائبوں کے ذریعے ان قوموں کو سمجھایا اور پھر جب وہ لوگ سمجھانے کے باوجود بھی نہ مانے تو پھر ان پر مختلف قسم کے عذاب بھیجے۔ ہمارے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے کہ ہم نے پاکستان کے بناتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ پاکستان میں اللہ رب العزت اور اس کے نبی کا قانون چلے گا۔ لیکن افسوس آج تک اس ملک میں انگریزی قانون چل رہا ہے۔ علماء نے بارہا اس بات کو اٹھایا اور توجہ دلائی لیکن علماء کی بات نہیں سنی گئی۔ پھر اسلام آباد میں ایک ظالم حکمراں پرویز مشرف نے جب مساجد کو یکے بعد دیگرے گرانے کا فیصلہ کیا اور سات مسجدیں بلڈوزروں سے شہید کر دی گئیں۔ ان میں سے بعض مساجد قرآن سمیت شہید کر دی گئیں تو جامعہ حفصہ کی طالبات میں شدید غم وغصے کی لہر دوڑی اور انہوں نے احتجاجاً ''ماڈرن چلڈرن لائبریری'' پر قبضہ کر کے گرائی گئی مساجد کو دوبارہ تعمیر کرنے کی ڈیڈ لائن دی لیکن ان کی بات نہ مانی گئی بلکہ 80 مساجد کی اور لسٹیں بھی اخبارات میں شائع کی گئیں کہ کچھ دنوں میں ان کو بھی گرا دیا جائے گا۔ تو جامعہ حفصہؓ اور لال مسجد سے یہ آواز اٹھی کہ ان سب بحرانوں کا حل اسلامی نظام ہے اس لئے فوری طور پر ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس موقع پر علماء، سیاستداں اور جج حضرات پر ایک کمیشن قائم کیا جاتا جو ان مطالبات پر غور وفکر کرتا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا بلکہ پرویز مشرف کے ایک

آرڈر پر جامعہ حفصہ اور اس کی طالبات کو عبرت کا نشاں بنانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ اور وہ طالبات جنہوں نے تین جولائی تک کوئی دکان، مکان، گاڑی نہ جلائی تھی اور نہ کسی کی انگلی تک کاٹی تھی ان پر ایک ظالمانہ، بہیمانہ آپریشن لانچ کر دیا گیا۔ جس میں بہت بڑی تعداد طلباء و طالبات کی علامہ عبدالرشید غازی سمیت شہید ہو گئی اور بہت سارے لوگوں کا اب تک پتہ ہی نہیں کہ وہ شہیدوں میں ہیں یا ان کو ویسے ہی اٹھا کر عقوبت خانوں میں رکھا ہوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: "مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ". جو میرے پیاروں سے دشمنی کرتا ہے تو میں ان لوگوں کے ساتھ اعلان جنگ کر دیتا ہوں۔ بزرگوں سے ایک واقعہ سنا ہے کہ کوئی شخص اپنی محبوبہ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا تو راستے میں کوئی اللہ والے بیٹھے تھے اور قریب ہی پانی پر چھڑی مار کر اللہ اللہ کر رہے تھے۔ وہ شخص جب اپنی محبوبہ کو لے کر پانی کے قریب سے گزرا تو اس پانی کے چھینٹے اس کی محبوبہ پر جا گرے۔ تو اس کو اس بات پر غصہ آیا اور اس نے اس اللہ والے کو سخت تھپڑ رسید کر دیا۔ وہ شخص کچھ ہی دور گیا تھا کہ اس کے پیٹ میں شدید درد اٹھا اور تڑپنے لگا۔ تو وہ عورت اللہ والے کے پاس آئی اور التماس کی کہ حضرت آپ اس کو معاف کر دیں۔ تو فرمایا میں نے معاف کیا لیکن پھر بھی اس کی حالت نہ سنبھلی تو اس عورت نے کہا حضرت اس کی کیا وجہ ہے فرمایا معاملہ یہ ہے کہ میرے عمل سے اس شخص کی محبوبہ کو تکلیف ہوئی تو اس شخص کو غصہ آ گیا اور اس نے مجھے تھپڑ رسید کر دیا۔ اور اس بات پر میرے دوست اللہ تبارک وتعالیٰ کو غصہ آیا اور اس نے اس شخص کو تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ تو اللہ والے کہتے ہیں جو اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف پہنچاتا ہے اور خصوصاً ایسے بندوں کو جو بدلہ بھی نہ لیں تو اس صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ خود ہی سخت بدلہ لیتے ہیں اگر چہ کچھ عرصے کے بعد ہو۔

لال مسجد اور جامعہ حفصہ شہیدہؓ کے طلبہ، طالبات اور اساتذہ و معلمات کا معاملہ

بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ انہوں نے اپنا سارا معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔

جب سے یہ ظلم وستم ہوا اور قوم کو جس ہمت اور حوصلے کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے تھا وہ بھی کھڑی نہ ہوسکی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی پوری قوم کا مقدر بن چکی ہے۔ آج پوری قوم مختلف پریشانیوں، دکھوں اور آزمائشوں کا شکار ہو چکی ہے۔ ہر طرف قتل وغارت گری، ڈاکہ، چوری اور ظلم وستم کا راج ہے۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ اقتصادی حالات انتہائی دگرگوں ہو چکے ہیں۔ پوری قوم سخت پریشان ہے کہ ان سارے مسائل کا حل کیا ہے۔ اگر ہم خوب تحقیق کریں تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ پاکستان کو جس عظیم مقصد کے لئے لاکھوں افراد کی قربانی دے کر بنایا گیا تھا یعنی اسلامی نظام اس کو نافذ کیا جائے اور شہدائے لال مسجد نے بھی اسی عظیم مقصد کے لئے قربانی دی تھی اور ان کا ایک ہی نعرہ تھا کہ اس ملک میں اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے لیکن ان پر ظلم وستم کی وہ المناک داستاں رقم کی گئی شاید انسانی تاریخ میں ایسا المناک واقعہ پیش آیا ہو۔ اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کو حقیقی معنوں میں نافذ کیا جائے اور پاکستان میں خلافت اسلامیہ قائم کی جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا اور یہ سوچا گیا کہ فلاں جماعت کے آنے سے یا فوجی حکمرانوں کے آنے سے مسائل حل ہوں گے تو اس کے تجربے ہم بارہا کر چکے۔ ساری تنظیموں کو بارہا آزما چکے اور غیروں کے نظام کو 63 سال سے آزما چکے اب صرف اور صرف ایک ہی حل ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو پوری قوم مختلف آفات، پریشانیوں اور دکھوں کا شکار رہے گی اور دن بدن یہ آفات اور پریشانیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔

بانی پاکستان اور اسلامی حکومت:

اگست 1941 میں جب قائداعظم حیدرآباد تشریف لے گئے تو ان سے ''اسلامی حکومت'' کی وضاحت چاہی گئی انہوں نے اس سوال کے جواب میں نوجوان طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اسلامی حکومت کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کے لئے تعمیل کا مرکز قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں اسلام میں اصلاً کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمانی کی نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی و پابندی کی حدود متعین کرتے ہیں اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآن کے اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔''

(بحوالہ: حیات قائداعظم/ص:۴۲۸)

نوٹ: افسوس صد افسوس بانی پاکستان قائداعظم کے فرامین اور لاکھوں افراد کی قربانیوں کو ہم نے بھلا دیا اس لئے آج ہم گوناں گوں ایسی پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے جس کا حل کسی کو دور دور تک نظر نہیں آ رہا۔

کثرت سے قدرتی آفات کی آمد:

پاکستان میں اسلامی نظام نہ ہونے کی وجہ سے معاشرے کے ہر طبقے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانیاں عروج پر پہنچ گئی مشکل کی گھڑی میں اپنے پڑوس کے اندر مسلمانوں کا ساتھ دینے کے بجائے غیروں کے ساتھ محبت کے عہد و پیمان باندھے اور اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے قدرتی آفات، عذاب اور سزا ہمارے لئے مقدر کر دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ آبَاءُ كُمْ وَاَبْنَاءُ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنَ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ.

ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے والدین، تمہارے،

بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے خسارے سے ڈرتے ہو اور وہ مکان جن کو تم پسند کرتے ہو یہ سب تمہیں زیادہ محبوب ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا امر یعنی سزا بھیج دے۔

اس آیت کو بار بار غور سے پڑھیں اور اس کے معانی پر خوب غور کریں اور پھر سوچیں کہ ہم نے اپنے بیوی بچوں اور خاندان، تجارت کوٹھیوں کی محبت میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیاں نہیں کیں اور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو پس پشت نہیں ڈالا اور ہم نے من حیث القوم جہاد سے پہلو تہی نہیں کی اور اس کے علاوہ غیروں کے ساتھ اپنوں کو مارنے کے لئے معائدے کیے گئے آج بھی قبائل میں ڈرون حملوں میں مسلمان مارے جارہے ہیں اور کوئی حکومتی نمائندہ مذمتی بیان بھی نہیں دیتا اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خصوصی طور پر ہم قدرتی آفات کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں اور ملک تیزی کے ساتھ ترقی کے بجائے تنزل کا شکار ہوتا چلا جارہا ہے۔

خوف اور بھوک کا عذاب

پاکستان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لاکھوں کروڑوں نعمتوں سے نوازا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پوری قوم ہمہ وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتی۔ لیکن افسوس صد افسوس قوم اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناشکریوں پر اور نافرمانیوں پر اتر آئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قوم کو دیگر عذابوں کی طرح قوم بھوک اور خوف کے عذاب سے دو چار کر دیا۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَريَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَّأْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ

وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ.

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ مثال بیان کرتا ہے تمہیں ایک بستی کی کہ وہ امن والی تھی، چین والی تھی، وہاں رزق ہر جانب سے وافر مقدار میں آ رہا تھا انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔

اس آیت پر غور کریں کہ ہماری حالت کیا ایسی ہی نہیں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تھوڑے ہی عرصے میں پوری قوم کو ان گنت نعمتوں سے نوازا۔ جو لوگ کچے مکانوں میں رہتے تھے وہ کوٹھیوں میں رہنے لگے۔ جن کے پاس سواریاں نہ تھیں، خوبصورت سواریوں کے مالک بن گئے اور تھوڑے عرصے میں دکانوں اور فیکٹریوں کے مالک بن گئے۔ لیکن پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناشکری مجموعی اعتبار سے عام ہوگئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قوم کو بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض اوقات ایک ہی چیز ظالموں کے لئے عذاب ہوتی ہے اور پیاروں کے لئے امتحان اور درجات کی بلندی۔ اس لئے وہ چیز جو ظالموں کے لئے عذاب بن کر آتی ہے۔ وہ نیک لوگوں کے لئے امتحان اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہوا کرتی ہے۔

بے حیائی وفحاشی اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کا باعث:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:" اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِيْ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ O"

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ فحاشی کو پھیلائیں، ایمان والوں میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے، دنیا اور آخرت میں۔

اہل پاکستان ایک عرصے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے مختلف عذابوں اور سزاؤں سے دوچار ہیں۔ یا تو بارش برستی نہیں اور قحط کا سما بن جاتا ہے اور جب بارشیں برستی ہیں تو

سیلاب بن کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا عذاب بن جاتی ہیں۔ چند سال قبل زلزلے کی صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا عذاب آچکا۔ اس کے علاوہ آج قومیتوں اور فرقوں کی لڑائی تیز تر ہوگئی ہے اور پوری قوم اس لڑائی کی مصیبت کاٹ رہی ہے۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ چیزیں عذاب ہیں تو نیک لوگ بھی تو موجود ہوتے ہیں، کیا ان کے لئے بھی یہ چیزیں عذاب بن جاتی ہیں۔

تو جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضورﷺ سے سوال کیا: کیا ہم پر اس وقت بھی عذاب آ سکتا ہے جبکہ ہم میں اچھے لوگ بھی موجود ہوں تو آپﷺ نے فرمایا: ہاں جب کہ برائی غالب آ جائے، لیکن پھر قیامت میں نیک لوگ اپنی نیتوں اور اعمال کے مطابق اٹھیں گے۔ پاکستان میں مختلف آفات کی ایک بڑی وجہ بے حیائی اور فحاشی کا سیلاب بھی ہے۔ پاکستان کے اکثر چینل بے حیائی اور فحاشی کو عام کر رہے ہیں۔ نیم برہنہ عورتیں مختلف چینلوں پر ڈانس کرتی نظر آتی ہیں اور بعض چینلوں پر یہ نیم برہنہ عورتیں مردوں کے ساتھ رقص وسرور کی محفلیں جماتی ہیں۔ اشتہارات میں بے حیائی اور فحاشی کے مناظر عام ہیں۔ ہندوستانی چینل بے حیائی اور فحاشی کو عام کرنے میں بہت آگے جا چکے ہیں۔ وہ تو ایک مشن کے تحت مسلمانوں کے اخلاق وکردار کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان چینلوں پر نیم برہنہ عورتیں مردوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتی نظر آتی ہیں۔ پاکستان میں یہ سارے چینل اب بھی کام کر رہے ہیں۔ اگر کبھی عارضی طور پر ان کو بند کر دیا جاتا ہے تو مختلف چینلز اور کیبل آپریٹرز اپنے چینلوں پر ان کو چلا دیتے ہیں۔ دوسری طرف گلی گلی محلے محلے وڈیو شاپس کھلی ہوئی ہیں جن میں برہنہ اور نیم برہنہ فلموں کی سی ڈیز فروخت کی جا رہی ہیں۔ گلی گلی محلے محلے انٹرنیٹ کلب کھل چکے ہیں جو چند ٹکوں کی خاطر قوم کے بچوں کے اخلاق کو گندی فلمیں دکھا کر برباد کر رہے ہیں اور گھر گھر انٹرنیٹ کے ذریعے جو بے حیائی اور فحاشی

عام ہو رہی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ سوچیں تو سہی ہم نے کون سی کسر چھوڑی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہ دے۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہے کہ اتنی بے حیائی اور فحاشی کے باوجود بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بڑے عذاب میں مبتلا نہیں کر رہے۔ اس لئے بے حیائی، فحاشی کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی ضرورت ہے ورنہ اور سخت عذابوں کا خطرہ ہے۔

اہل درد حضرات کو چاہیے کہ وہ اسلامی نظام کی کوشش کریں اور تھانوں اور عدالتوں میں ان چیزوں کے خلاف مقدمات قائم کر کے ان مخرب اخلاق چیزوں کو بند کرائیں اس لئے کہ یہ تمام چیزیں پاکستان کے موجودہ قانون میں ممنوع ہیں اور قابل گرفت ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنگ:

پاکستان میں تریسٹھ سال سے سودی نظام چل رہا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنگ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ سود کو چھوڑ دو اور اگر نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول کا اعلان جنگ سن لو۔ اللہ رب العزت کی عظیم ذات سے کون جنگ کر سکتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو مقابلہ کرے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔ ہم تریسٹھ سال سے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اعلان جنگ کئے ہوئے ہیں اور سودی نظام سے چمٹے ہوئے ہیں۔ سودی نظام پوری قوم کا سرمایہ سمیٹ کر چند ہزار افراد کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ملک کے بڑے بڑے تاجر بینکوں سے سرمایہ لیتے ہیں اور پھر تجارت کرتے ہیں اور تجارت میں نفع کا اسی فیصد حصہ اپنی جیبوں میں ڈال لیتے ہیں اور پندرہ بیس فیصد بینکوں کو بطور سود دیتے ہیں اور پھر اپنی مصنوعات کی لاگت میں یہ پندرہ بیس فیصد شامل کر کے مصنوعات کو مہنگا کر کے بیچتے ہیں اور یہ پندرہ بیس فیصد جو سود انہوں نے بینک اور کھاتا داروں کو دیا تھا اس کو بڑی

خوبصورتی کے ساتھ واپس لے لیتے ہیں۔اس طرح سو فیصد نفع سودی نظام کے ذریعے ان بڑے تاجروں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن و سنت کا نفاذ کر کے سودی نظام کو ختم کیا جائے تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنگ ختم ہو اور پھر مضاربت کی ترتیب قائم کی جائے جس میں نفع نقصان دونوں جانب ہوتا ہے۔اگر نفع بڑھے گا تو بڑے تاجروں کا بھی بڑھے گا اور کھاتہ داروں کا بھی بڑھے گا۔

عذاب کے مختلف طریقے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادگرامی ہے:**قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعاً وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ.**

ترجمہ: آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قادر ہے کہ تمہیں اوپر سے عذاب بھیجے یا نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں آپس میں لڑا دے اور تم میں سے بعض کو بعض سے تکلیف پہنچائے۔

اس آیت پرغور کریں آج ہم نافرمانیوں کی وجہ سے ان تینوں عذابوں میں مبتلا ہیں اوپر سے پانی کا عذاب آیا اور سیلاب بن کر تباہی مچا گیا اور نیچے سے زلزلے کا عذاب آیا اور ایک بڑی تباہی مچا گیا آپس کی ہزاروں قسم کی لڑائیاں شدت اختیار کرتی جارہی ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ ہم من حیث القوم اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگیں اور ملک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا برکتوں،رحمتوں والا نظام نافذ کرنے کے لئے محنت وجدوجہد شروع کردیں ورنہ اس سے بڑے عذاب کا خطرہ ہے۔

حکمراں اور انتظامیہ سادگی اختیار کریں:

پاکستان کے معاشی حالات انتہائی دگرگوں ہو چکے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ حکمراں انتظامیہ اپنی زندگیوں میں سادگی لائیں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے اسوہ حسنہ پر عمل کریں حکمراں اور انتظامیہ سادگی اختیار کریں گے تو عوام بھی سادگی اختیار کریں گے اسی طرح حکمراں اور انتظامیہ کی تنخواہوں میں مناسب کمی کی جائے تا کہ عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ کم ہو سکے اور عوام سکھ کا سانس لے سکے آج ہر چیز پر ٹیکس ہی ٹیکس ہیں بلکہ ایک چیز پر بار بار ٹیکس لگایا جاتا ہے عوام نے تریسٹھ سال بہت قربانی دی اب حکمراں طبقہ قربانی دے کپڑے سادہ پہنیں محلات کو چھوڑیں مختصر مکانوں میں رہائش رکھیں ضرورت کے مطابق سیکیورٹی رکھنے میں کوئی حرج نہیں بہت سارے غیر مسلم ممالک کے حکمراں چھوٹے مکانوں میں رہتے ہیں تو ہمارے حکمراں کیوں چھوٹے مکانوں میں نہیں رہ سکتے۔ ہمارے آقا ﷺ تو چھوٹے چھوٹے مٹی کے مکانوں میں رہے۔

ہزاروں لاکھوں ایکڑ زمینوں کے مالک:

پاکستان کے المیوں سے ایک المیہ یہ بھی ہے کہ چند ہزار خاندانوں کے پاس ہزاروں لاکھوں ایکٹر زمینیں ہیں جبکہ کروڑوں مسلمان چند مرلے کی زمین کے لئے ترستے ہیں کہ ان کو صرف چند مرلے ہی کی زمین مل جائے تا کہ وہ اس پر چھونپڑی یا چھوٹا مکان بنا کر آرام سے رہ سکیں اور کرایہ سے بچ سکیں ملک کی لاکھوں عوام سیلاب سے پہلے ہی ہر شہر کے مضافات میں خیموں میں زندگی بسر کرتے ہیں جہاں پانی ہے نہ بجلی نہ گیس ہے نہ دیگر ضروریات ایک ہی خیمے میں میاں بیوی بچوں سمیت رہتے ہیں اور سیلاب کے بعد تو کروڑوں مسلمان خیموں میں رہ رہے ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی

نظام نافذ کر کے شریعت کے مطابق زمینوں کی تقسیم کی جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی راضی ہونگے اور کروڑوں عوام بھی دعائیں دیں گے اور معاشرے میں لاکھوں لوگ جو صرف گھروں کا کرایہ نہ ادا کرنے کی وجہ سے خودکشی کا راستہ اختیار کرتے ہیں یہ لوگ خودکشیوں سے بچ جائیں گے۔

بلوچستان کے مسائل کا حل:

بلوچستان کے مسائل انتہائی دگرگوں ہو چکے ہیں پچیس تیس سال سے آپریشن مسائل حل کرنے کے بجائے مسائل کو بڑھا رہا ہے بلوچستان کا مسئلہ اسلامی نظام کے ذریعے حل ہوسکتا ہے اسلامی نظام پورے ملک میں نافذ کیا جائے اور علماء، نیک صالح دیانتدار سیاست دانوں اور ججوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے وہ بلوچستان کے مسائل کو سنیں غور کریں اور شرعی بنیادوں پر ان کے حقوق کو ادا کرنے کا فیصلہ صادر کریں قرآن وسنت کا فیصلہ ہر مسلمان مان لیتا ہے جب انسان اپنے پیارے بچوں کے جنازے اٹھاتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میرے رب کی رضا تو مال بہت چھوٹی چیز ہے اللہ کا فیصلہ مال میں بھی تسلیم کرلے گا اس لئے فوری طور پر اسلامی نظام نافذ کر کے کمیٹی بنائی جائے اور وہ بلوچوں کے مسائل سن کر قرآن وسنت کی روشنی میں ان کو حقوق دینے کا فیصلہ کرے میں سمجھتا ہوں بلوچ جیسے بھی ہوں وہ قرآن وسنت کا فیصلہ ضرور مانیں گے۔اسی طرح قبائل میں لگی ہوئی آگ کو اسلامی نظام ہی کے ذریعے ٹھنڈا کیا جاسکتا ہے ورنہ یہ آگ دور دور تک پھیلنے کا خطرہ ہے۔

بنگلہ دیش سے سبق لیں:

مشرقی پاکستان میں اسلامی نظام نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو ان کے مکمل حقوق نہ مل سکے تو ان لوگوں نے اپنے حقوق کی تحریکیں شروع کیں۔چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے موقع پر ایک غیر جانب دار کمیشن قائم کیا جاتا جس میں نیک، صالح، متقی، پرہیزگار، دیانت دار، جج،

علماء، سیاستدانوں کو بٹھایا جاتا اور وہ ان لوگوں کے مسائل سنتے اور اس کے بعد مناسب فیصلہ کرتے اور حکومت اس پر عمل کرتی۔ لیکن افسوس ایسا نہ ہوسکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب سے پہلے مشرقی پاکستان کے لوگوں نے اپنے کچھ حقوق کے مطالبے شروع کیئے۔ اس پر سختی کی گئی تو سختی کے نتیجے میں وہ تحریکیں اور تیز ہوگئیں۔ پھر سختی اور بڑھادی گئی نتیجہ قتل وغارت گری تک پہنچا اور ایک دن مشرقی پاکستان ہم سے کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا۔ اتنے بڑے سانحے کے بعد پھر اس نسخے کو استعمال کرنے سے قبل بار بار سوچ لینا چاہیے تھا کہ یہ کارآمد ہوگا یا اس کا بھی وہی ری ایکشن ہوگا جو ری ایکشن بنگلہ دیش میں ہو چکا۔ لیکن ایسا نہ ہوا آج بھی ملک کے کئی حصوں میں آپریشن جاری ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک خودمختار کمیشن نیک صالح لوگوں پر بنایا جائے اور وہ ان علاقوں کے مسائل سنے اگر وہ مسائل واقعی حقیقی ہوں تو قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا مناسب فیصلہ کیا جائے ورنہ حکومت کو حق حاصل ہوگا کہ وہ سختی سے ایسے لوگوں کی شورش کو دبائے۔

عدالتوں کا طویل ترین پیچیدہ نظام:

ہماری عدالتوں میں جو قوانین چل رہے ہیں وہ برطانوی ہیں بلکہ برطانیہ میں بھی ان میں سے اکثر قوانین ضرورت کے تحت تبدیل کردیئے گئے جبکہ ہمارے ہاں وہی فرسودہ قوانین چل رہے ہیں جس کی وجہ سے انصاف یا تو ملتا ہی نہیں یا انصاف ملنے میں بہت ہی تاخیر ہوجاتی ہے جو بہت ساری خرابیوں کی جڑ ہے انصاف نہ ملنے کی وجہ سے لوگ اسلحہ اٹھا کر خود انصاف لینے کے راستے پر چل پڑتے ہیں اور ایک قتل کے بعد بہت سارے قتل ہو جاتے ہیں اور اس طرح انصاف میں تاخیر سے بہت سارے لوگ دل برداشتہ ہوکر خود انصاف لینے کا فیصلہ کرتے ہیں جو بہت سارے مسائل کو جنم لیتا ہے پھر انصاف میں تاخیر

سے لاکھوں بے گناہ لوگ دس دس سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں ان کے گھر والے معاشی بحران کا شکار ہوجاتے ہیں اور دس سال بعد عدالتیں ان کو باعزت بری کرتی ہیں تو سوال ہے کہ یہ دس سال کی تکلیف جو سارے خاندان نے کاٹی اس کا ذمہ دار کون ہے؟ موجودہ عدالتی سسٹم ہی ذمہ دار ہے۔

مہنگاترین عدالتی نظام:

عدالتی نظام طویل ہونے کے ساتھ انتہائی مہنگا بھی ہے وکلاء حضرات کی فیسیں غریب آدمی کے بس سے باہر ہیں کتنے غریب لوگ جیلوں میں طویل عرصہ پڑے رہتے ہیں کہ ان کا کیس لڑنے والا کوئی نہیں ہوتا اور ان غریب لوگوں کی مائیں اور بیویاں اور بچے ایک طویل عرصے تک اذیت ناک زندگی بسر کرتے ہیں اور اس ظالمانہ نظام اور اس کے چلانے والوں کے لئے بدعائیں کرتے ہیں تو قوم کی زندگیوں میں سکون اور برکت کہاں سے آئے۔ عدالتی نظام مہنگا ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے جاگیردار، وڈیرے ظلم و ستم، قتل اور قوم کا مال کھا کر بڑے بڑے مہنگے وکیل کر لیتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے وکیلوں کو دیتے ہیں۔ اور یہ بڑے بڑے وکیل ایسے داؤ پیچ اور گر جانتے ہیں کہ بڑے بڑے قاتلوں، چوروں، ڈکیتوں اور قوم اور ملک کے مال کو ہڑپ کرنے والوں کو مختلف داؤ پیچوں سے چھڑا کر بری کروا دیتے ہیں۔

ملزموں و مجرموں کے بھاری اخراجات:

عدالتی نظام کے طویل ہونے کی وجہ سے مجرموں کو ایک طویل عرصہ تک جیلوں میں قید رکھنا پڑتا ہے جس کے بہت بھاری اخراجات حکومت کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ملک میں لاکھوں قیدیوں پر کھانے پینے، علاج معالجے، ان کے حفاظتی انتظامات، عدالتوں

میں لانے لیجانے اور دیگر اشیاء پر اربوں روپے کے ماہانہ اخراجات حکومت کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ پھر قیدیوں کو عدالتوں میں تاریخوں پر پیش کرنا جس کا سلسلہ سالہا سال تک چلتا ہے باوجود اس کے کہ اب کمپیوٹر کا دور ہے اور عدالت سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آج جج صاحب آئیں گے یا نہیں، لیکن پھر بھی پرانا سسٹم جاری وساری ہے کہ ہزاروں قیدیوں کو یومیہ سیکورٹی کے انتظامات کر کے ان پر لاکھوں روپے خرچ کر کے عدالتوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ کتنے قیدی اس دوران بھاگ جاتے ہیں، کتنے عدالتوں میں قتل ہو جاتے ہیں اور عدالت ضابطے کی کاروائی کر کے اکثر اوقات بلا کسی تحقیق وتفتیش کے ان کو واپس کر دیتی ہے۔ پھر عدالتی نظام طویل ہونے کی وجہ سے ججوں پر ایک بہت بھاری بوجھ پڑتا ہے اور مقدمات نمٹ نہیں پاتے۔ اس وقت بیس لاکھ سے زائد مقدمات عدالتوں میں پڑے ہیں۔

مظلوم عدالتوں کی چکی میں:

موجودہ عدالتی نظام میں جہاں مجرم کو ایک طویل عرصے تک قید وبند کی صعوبتیں کاٹنا پڑتی ہیں اور اس کے خاندان کو سالہا سال عدالتوں کے چکر وکلاء کی فیسیں برداشت کرنا پڑتی ہیں، وہیں انصاف لینے والے مظلوموں کو دس پندرہ سال تک عدالتوں کے چکر کاٹنے پڑتے ہیں اور زندگی کے کئی ماہ یا سال صرف کرنے پڑتے ہیں۔ وکیلوں کے لاکھوں روپے کی فیسیں بھرنا پڑتی ہیں۔ جس میں اکثر اوقات لوگ اپنے گھر کی سب چیزیں بیچ دیتے ہیں۔ اپنے بیٹے، اپنے بھائی یا اپنے باپ کا انصاف حاصل کرنے کے لئے لاکھوں روپے کے اخراجات برداشت کرتے ہیں حتیٰ کہ بہت سارے لوگ اپنے گھر کے سارے اثاثے بیچ ڈالتے ہیں اور کتنے ہی لوگ وکیلوں کی فیسیں اور عدالتوں میں آنے جانے کے خرچے برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے انصاف کے لئے عدالتوں کا دروازہ

کھٹکھٹاتے ہی نہیں ہیں۔اگر تحقیق کی جائے تو لاکھوں کروڑوں ایسے لوگ ملک میں ملیں گے جوظلم وستم کو اس لئے برداشت کر لیتے ہیں کہ ان میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ وکیلوں کی فیسیں اور عدالتوں میں آنے جانے کے سالہا سال تک اخراجات برداشت کرسکیں۔ کتنے ہی مظلوم لوگ سالہا سال تک جیلوں کی صعوبتیں برداشت کرتے رہتے ہیں اور ان میں اتنی سکت نہیں ہوتی ہے کہ کوئی وکیل کرسکیں اور عدالت تک رسائی حاصل کرسکیں۔ ہمارے ملک میں یہ بھی روش قائم ہے کہ کوئی شخص قتل ہو جائے تو صرف جھگڑے اور دشمنی کی بنیاد پر دوسرے خاندان یا دوسری پارٹی کے بہت سارے لوگوں کے نام لکھوا دیئے جاتے ہیں اور یہ لوگ گرفتار کر لئے جاتے ہیں۔ چاہیے تو یہ کہ مختصر عدالتی تحقیق کے بعد ملزموں کو گرفتار کیا جائے، جبکہ ہمارے موجودہ سسٹم میں ہر انسان کو مجرم گردانا جاتا ہے۔ بس درخواست دینے کی دیر اور ان تمام افراد کو گرفتار کر کے سالہا سال کے لئے جیل کے اندر ڈال دیا جاتا ہے اور ان کے خاندان پستے رہتے ہیں۔ کتنے ہی لوگ لاکھوں روپے خرچ کرنے اور کئی سال جیل کاٹنے کے بعد باعزت بری ہو جاتے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ ایسے لوگ جو باعزت بری ہوں، جتنے سال وہ جیل میں رہے ہیں اتنے سالوں کے گھر کے اخراجات اور عدالتی اخراجات ان لوگوں سے وصول کر کے جنہوں نے الزام لگایا تھا ان کو دے دیئے جائیں تا کہ ان لوگوں کو سبق حاصل ہو کہ آئندہ وہ کسی پر الزام نہ لگائیں گے۔ شریعت مطہرہ میں کئی صورتوں کے اندر کسی پر الزام لگایا گیا مگر مدعی الزام ثابت نہ کر سکا تو مدعی کو کوڑوں کی سزا دی گئی، اس لئے کہ اگر وہ ثابت نہیں کرسکتا تھا تو اس نے الزام کیوں لگایا۔ جبکہ موجودہ نظام میں جتنے چاہو جھوٹے مقدمات بنا کر فریق مخالف کو خوار کرو۔ بڑے بڑے جاگیر دار وڈیروں اور سرمایہ داروں نے یہ طریقہ ایک عرصے سے اختیار کیا ہوا ہے کہ غریبوں کی زمینوں پر مختلف طریقوں سے قبضہ کر لیتے ہیں اور جو غریب بولے ان پر جھوٹے مقدمات بنا

کر انہیں خوار کر دیتے ہیں۔

کتنے ہی غریب لوگ غلط راہوں پر:

یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ کتنی مرتبہ پولیس صرف کھاتا پورا کرنے کے لئے یا ذاتی دشمنی کی وجہ سے بعض لوگوں کو پکڑتی ہے، ان کو زبردستی منوا کر جیل تک پہنچا دیتی ہے اور وہ لوگ اتنے غریب ہوتے ہیں کہ ان کا گزارہ دیہاڑی پر چل رہا ہوتا ہے وہ خود بھی اندر اذیت ناک زندگی بسر کرتے اور ان کے خاندان والے جن کا گذر اوقات ہی اس شخص پر تھا جو محنت مزدوری پر تھا ان کی زندگی تباہی سے دوچار ہو جاتی ہے اور پھر کتنے خاندان کے لوگ مجبوراً غلط راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔ چوری کرپشن اور اغواء برائے تاوان اور مختلف وارداتوں میں لگ جاتے ہیں۔ میں ایک چینل پر دیکھ رہا تھا بہت سارے وارداتیں کرنے والے بچوں سے پوچھا گیا کہ آپ وارداتیں کیوں کرتے ہیں لوگوں کو تکلیف کیوں دیتے ہیں تو انہوں نے کہا لوگوں نے ہماری کب فکر کی ہے کہ ہم ان کی فکر کریں۔ اس طرح بہت سارے لوگ جو چوری اور ڈکیتی میں ملوث ہوتے ہیں ان کو گھر کی مجبوریاں ان چیزوں پر آمادہ کر دیتی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے: كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَّكُوْنَ كُفْراً. فقر کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ فقر اگر کفر تک پہنچا سکتا ہے تو چوری اور ڈکیتی اس سے چھوٹی ہے تو ان تک کیوں نہ پہنچائے گا۔ اس لئے ہزاروں لوگ فقر وفاقے کی مصیبت کو برداشت نہ کرتے ہوئے چوری ڈکیتی اغواء برائے تاوان کی غلط راہوں پر چل پڑتے ہیں۔ جب وہ گرفتار ہو جاتے ہیں تو کئی سال تک ان پر کیس چلتے رہتے ہیں پھر کئی سال کی ان کو قید ہو جاتی ہے۔ تو یہ لوگ تو پہلے ہی ایسے تھے کہ ان کے گھر کا گذر اوقات نہ چلتا تھا۔ مجبوراً غلط راہوں پر چل نکلے تھے۔ اب ان کی اولادیں مجبوراً غلط راہوں پر چل نکلتی ہیں۔

نئی وارداتیں سیکھنے کی دنیا:

چور، ڈکیت جیل کے اندر بیٹھ کر چوری اور ڈکیتی کے مختلف طریقے سیکھتے ہیں۔ پہلے سے قید بڑے چوروں اور ڈکیتوں سے مختلف واقعات سنتے ہیں اور مختلف طریقے سیکھتے ہیں اور ایک عرصہ کے بعد باہر آ کر چھوٹے چور اور ڈکیت بڑے چوروں اور ڈکیتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کے خاندان اور بہت ساری معاشرتی برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کتنے لوگوں کی مستورات بدکاریوں کی طرف چل نکلتی ہیں۔ یہ ساری پریشانیاں موجودہ طویل ترین عدالتی نظام کی وجہ سے ہیں۔

عدالتوں میں اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں:

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ عدالتوں میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ قرآن وسنت کا نفاذ ہو جو لوگوں کو فوری اور سستا انصاف مہیا کرتا ہے۔ جس پر حکومت کے اخراجات بھی بہت تھوڑے آئیں گے اور لوگوں کے اپنے اخراجات بھی بہت مختصر ہوں گے مثلاً اگر کسی انسان سے قتل ہو گیا تو شریعت نے اس کے لئے تین طریقے بتائے ہیں۔ پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء معاف کر دیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قاتل اور اس کے خاندان سے دیت وصول کریں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کو قصاصاً پوری قوم کے سامنے قتل کر دیا جائے۔ یہ سارے طریقے قوم کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہیں۔ اگر قاتل کے ورثاء نے معاف کر دیا تو اس سے خاندانوں میں محبتیں پیدا ہوں گی۔ نفرت کی چٹانیں ختم ہو جائیں گی اور پیار ومحبت کی فضا جنم لے گی۔ اگر قاتل اور اس کے ورثاء سے دیت لی جو اس وقت اوسطاً پچاس لاکھ کے قریب ہے اس سے مقتول کے خاندان کی دنیوی زندگی بن جائے گی اور ان کے گذر اوقات کا وسیلہ بن جائے گا اور قاتل اور اس کے خاندان پر ایک

بوجھ آئے گا کہ آئندہ قاتل ایسے کاموں سے رکے اور قاتل کے ورثاء اس کو مجبور کردیں کہ وہ ایسے کاموں سے رکے جس کی وجہ سے سارے خاندان پر ایک بہت بڑا بوجھ آئے۔ اگر تیسری صورت اختیار کی گئی یعنی قاتل کو سب کے سامنے قصاصاً قتل کردیا گیا تو یہ صورت کئی اعتبار سے بہتر ہے۔

ایک تو یہ کہ اگر یہ قاتل جوان تھا اور شادی شدہ تھا تو اس کی بیوی دس پندرہ سال انتظار کرنے کے بجائے فوری طور پر ہی کہیں شادی کرلے گی اور اس کو نیا سہارا مل جائے گا۔ جبکہ موجودہ نظام میں پندرہ بیس سال تک تکلیفیں کاٹنے کے بعد پھر پھانسی کی سزا دی جاتی ہے تو سزا کئی گنا ہو جاتی ہے۔ پندرہ بیس سال تک قید کوٹھری میں وقت کاٹنا ایک بہت بڑی سزا ہے جو سزا قاتل کے لئے بھی ہے اور بیوی بچوں اور سارے خاندان کے لئے بھی اور جس پر حکومت اور خاندان سب پر مالی بوجھ پڑتا ہے۔ اس کے بعد جب اس کو پھانسی دے دی جاتی ہے تو بیوی کی پندرہ بیس بہاریں ضائع ہو چکی ہوتی ہیں۔ اگر اس کی عمر اس وقت پچیس سال کی تھی تو اب وہ چالیس پینتالیس سال کی ہو چکی، اب اس کے نکاح کی عمر گذر چکی، اس عمر میں وہ کیا نکاح کرے گی۔ اگر پچیس سال پہلے ہی اس کے قاتل شوہر کا کوئی فیصلہ کردیا جاتا تو بیوی ایک دو سال بعد شادی کر کے اپنے پندرہ بیس بہاریں کسی اور شوہر کے ساتھ گذار لیتی اور اس کی زندگی بچ جاتی۔ موجودہ نظام صرف قاتل ہی کو سزا نہیں دیتا بلکہ اس کے بیوی بچوں اور سارے خاندان، والدین کو بھی سزا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مقتول کے ورثاء کو بھی پندرہ بیس سال کے لئے سزا ملی۔ وہ کیس لڑتے رہے اور لاکھوں روپے کے اخراجات برداشت کئے۔ اس کے ساتھ حکومت کو لاکھوں روپے کا بوجھ برداشت کرنا پڑا اور یہ بوجھ عوام پر جا پڑتا ہے کہ ان پر ٹیکس لگانے پڑتے ہیں۔

قرآن وسنت کی بہترین ترتیب:

ذرا غور کریں کہ قرآن وسنت کی ترتیب سب سے بہترین ہے جس میں سب ہی کا فائدہ ہے اور جس میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب سب کے سامنے قاتل سے قصاص لیا جائے گا تو پوری قوم کے لئے ایک عبرت ہوگی اور آئندہ لوگ قتل کرنے سے بچیں گے۔ جبکہ آج چپکے سے قاتلوں کو پھانسی دے دی جاتی ہے جس کو باہر کوئی شخص بھی نہیں دیکھتا۔اس سے کوئی بھی عبرت حاصل نہیں کرتا۔شریعت یہ چاہتی ہے کہ جو بھی سزا دی جائے اس کو قوم کے سامنے دیا جائے تا کہ پوری قوم پورے علاقے کے لئے عبرت بن جائے۔اسی طرح اگر کسی آدمی سے چوری اور ڈکیتی ہوگئی ہے تو ممکن ہے کہ اس نے چوری اور ڈکیتی مالی حالات سے مجبور ہو کر کی ہو اور اس کے گھر کا گذراوقات نہ چلتا ہو اور بیوی بچوں کے فاقے اس سے برداشت نہ ہوتے ہوں۔اس کا سد باب شریعت مطہرہ تو یہ کرتی ہے کہ پہلے معاشی انصاف مہیا کرتی ہے۔ ہر غریب کی کفالت حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کو اس کی ضرورت کی چیزیں مہیا کرے۔ جیسا کہ آج بہت سارے غیر مسلم ممالک میں ایسا ہو رہا ہے۔اس کے بعد بھی اگر کوئی جرم کرتا ہے تو شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور ڈاکوؤں کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ دیا جائے اور یہ سب کچھ قوم کے سامنے ہوتا کہ سب کے لئے عبرت کا سامان بن جائے۔اس صورت میں فائدہ یہ ہے کہ فوری طور پر انصاف ہو جائے گا اور جن پر ظلم وستم ہوا ہوگا۔جن کی ساری زندگی کی پونجی چوری اور ڈکیتی کی نظر ہو چکی ہوگی ان کو انصاف مل جائے گا اور عدالتوں میں ان لوگوں کو انصاف لینے کے لئے آٹھ دس سال تک چکر نہیں لگانے پڑیں گے اور پھر اسلامی طریقے کے مطابق فوری انصاف میں حکومت پر بھی بوجھ کم پڑے گا۔انصاف لینے والوں پر بھی بوجھ کم پڑے گا اور جن سے جرم ہو گیا ہے ان پر بھی بوجھ کم پڑے گا کہ سات آٹھ سال تک وکیلوں کی فیسیں

برداشت نہ کرنی پڑیں گی۔ وقتی طور پر اگر چہ یہ سزا سخت ہے لیکن ان کا جرم بھی تو بہت سخت تھا کہ انہوں نے کسی انسان کی ساری زندگی کی پونجی چند گھنٹوں میں چرالی یا زبردستی ہتھیالی۔ تو ایسے مجرموں کو شریعت نے سخت سزا دینے کی ترتیب قائم کی اور یہ بھی کہا کہ سب کے سامنے سزا دی جائے تا کہ سب کے لئے عبرت ہو اور پھر یہی مجرم پوری زندگی کے لئے قوم کے سامنے عبرت ہوں گے اور ہر ایک ان کو دیکھ کر آئندہ چوری اور ڈکیتی سے ڈرے گا اور یہ کہے گا کہ میں روکھی سوکھی کھالوں گا، ریڑھی لگالوں گا، کسی درخت کے نیچے جوتیاں گانٹھ لوں گا یا کسی درخت کے سائے میں چھلیاں بھون کر بیچ دوں گا لیکن چوری اور ڈکیتی کا راستہ اختیار نہ کروں گا۔ جبکہ موجودہ نظام میں چھوٹے چور اور ڈاکو بڑے چور اور ڈاکو بن کر آتے ہیں اور بڑے دھڑلے سے بڑی بڑی چوریاں کرتے ہیں۔ کروڑوں روپے کی چوری اور ڈکیتی کرتے ہیں اور لاکھوں روپے وکیلوں کو دے کر باہر آجاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن وسنت کے فیصلے کو مانا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ ساری کائنات کے خالق اور مالک ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ معاشرے میں کیسے امن قائم ہوسکتا ہے۔

کیا اسلام کی سزائیں سخت ہیں؟

بہت سارے لوگ نعوذ باللہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام کی سزائیں بہت سخت اور وحشیانہ ہیں تو عرض یہ ہے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ اسلام ایسی سخت سزائیں کیا شریف شہریوں کو دے رہا ہے، نیک انسانوں کو دے رہا ہے یا معاشرے کے ان ظالموں کو دے رہا ہے جو شریف شہریوں کی جان و مال سے کھیلتے ہیں اور ان کی ساری زندگی کی محنت سے کمائی ہوئی پونجی چند گھنٹوں میں صاف کر جاتے ہیں۔ تو ایسے وحشیوں کو سخت سزائیں نہیں دی جائیں گی تو اور کیا ہوگا۔ پھر یہ کہ آپ ان سے پوچھئے جن کی ساری زندگی کی پونجی چلی گئی۔ بیٹیوں کا

جہیز چلا گیا وہ تو یہ کہیں گے کہ ان کو مار مار کر قتل کر دیا جائے۔شریعت نے تو ان کے جرم کے مقابلے میں سزائیں نرم ہی رکھی ہیں۔

جیلوں میں لمبے عرصے تک رہنے کا نقصان:

موجودہ نظام میں لوگ جیلوں میں لمبے عرصے تک رہتے ہیں تو ان کے بیوی بچے تباہی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ہمارے ملک میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دیہاڑی دار ہیں۔ زمینوں اور جائیدادوں والے تو بہت تھوڑے ہیں۔ زمینوں اور جائیدادوں والے تو فوری طور پر لاکھوں کروڑوں روپے دے کر چھوٹ بھی جاتے ہیں۔ غریب ہی لمبے عرصوں تک جیلوں میں رہتے ہیں۔ میں نے دو سال جیلوں میں زندگی گذاری اور قریب سے اس نظام کو دیکھنے کا موقع ملا تو پتہ چلا جو غریب لوگ جیلوں میں چلے جاتے تو ان کی بیویاں جب جیلوں میں ان سے ملنے آتی ہیں تو وہ بڑی مشکل سے کہیں سے قرض کی رقم لے کر کرایہ دے کر جیلوں تک پہنچتی ہیں۔ پھر وہاں ملاقات کی ترتیب انتہائی ظالمانہ ہے کہ جالیوں کے پیچھے ایک جم غفیر ہے جو ملاقات کرتا ہے اور پولیس کی کالی بھیڑیں ان آنے والی عورتوں سے پہلے یہ انداز اختیار کرتے ہیں جیسا کہ وہ ان پر رحم کھا رہے اور ان کو ملاقات کروا رہے ہیں اور ان سے ان کا فون لے لیتے ہیں اور گھر کا پتہ پوچھ لیتے ہیں اور ظاہراً خدا ترسی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں بہن آپ جب ملاقات کے لئے آئیں تو مجھے بتا دیا کریں اور گھر میں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیا کریں۔اس طرح ان سے رابطے کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ روابط بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور ان کی عزتوں سے کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے خود ایک بڑے افسر نے بتایا کہ انہوں نے کس طرح ایک قیدی کی بیوی سے روابط بڑھائے اور پھر کس طرح اس کے گھر میں آنا جانا شروع کیا۔گھر میں خرچہ دینا شروع کیا اور پھر ایک وقت آیا کہ اس کی بیوی سے غلط تعلقات قائم کر لئے۔جس کا سلسلہ کئی سال تک چلتا رہا۔وجہ یہی ہے کہ ملک کا برطانوی نظام فوری انصاف مہیا نہیں کرتا۔انصاف میں تاخیر لاکھوں مسائل کو جنم دیتی ہے۔تو ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن وسنت کا نفاذ کر کے پوری قوم ان مسائل سے چھٹکارا پائے۔

جیلوں میں رشوت اور لوٹ مار:

جیلوں میں رشوت اور لوٹ مار کا وہ بازار گرم ہے جس کا تصور بھی باہر کی دنیا والے نہیں کر سکتے۔ جیلوں میں زیادہ تعداد غریبوں کی ہوتی ہے جو معاشی مجبوریوں کی وجہ سے غلط راہوں پر چل نکلتے ہیں۔ پھر ایک دن جیلوں میں پہنچ جاتے ہیں اور ان غریبوں کو قدم قدم پر اپنے چھوٹے چھوٹے کام کرانے کے لئے سپاہیوں سے لے کر بڑے افسران تک کو رشوت دینا پڑتی ہے۔ اگر ان کے گھروں سے کوئی کھانے پینے کا اچھا سامان آجائے تو اس میں سے بھی پولیس والے اور افسران اپنا حصہ نکال لیتے ہیں۔ ان غریبوں کی مستورات اگر ملاقات کے لئے آئیں تو ان کو بھی ان راشی سپاہیوں اور افسروں کی جیبیں عمومی طور پر گرم کرنا پڑتی ہیں۔ آج اگر میڈیا والوں کو جیل جانے کی اجازت ہو جائے تو وہ وہاں جا کر جیل والوں سے ان کے احوال سنیں تو پتہ چلے گا کہ رشوت اور لوٹ مار کے کیا کیا عجیب و غریب طریقے جیل والوں نے بنائے ہوئے ہیں۔

ملک کا قانون مکمل انصاف دینے سے قاصر:

ذرا غور کریں پاکستان میں کتنے بڑے بڑے سیاستدان، جج، علماء، طلباء شہید کر دیئے گئے لیکن آج تک ان کے قاتلوں کا پتہ نہ چلا۔ کراچی سے لے کر خیبر تک ہزاروں علماء، طلباء، سیاستدان اور جج قتل ہو چکے ہیں اور طویل عرصہ گذرنے کے بعد بھی آج تک قاتلوں کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ بڑے بڑے سانحات ہو جاتے ہیں، وقتی طور پر مذمتی بیان جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ چند دنوں میں تحقیقات سامنے لانے کا حکم جاری کر دیا جاتا ہے لیکن طویل عرصہ گذر جانے کے بعد ان سانحات کی کوئی تحقیق سامنے نہیں آتی۔ پاکستان میں کتنے حکمران قتل ہو چکے تحقیقات سامنے نہ آئیں۔ سینکڑوں علماء قتل ہوئے تحقیقات سامنے نہ آئیں۔ ہزاروں چھوٹے بڑے سانحات کا ملک شکار ہو چکا۔ صدر وزیر اعظم نے تحقیقات کا حکم دے دیا لیکن تحقیقات سامنے نہ آسکیں۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے اور سوچنے کا مقام ہے کہ جب اتنے بڑے بڑے رہنماؤں اور نامور زعماء کے قتل کا پتہ موجودہ سسٹم میں نہ چل سکے تو غریبوں کا کیا بنے گا ان کا کون پرسان حال ہوگا۔

موجودہ سسٹم کی ایک بڑی خرابی:

ہمارا عدالتی نظام بڑے بڑے امیروں کو اربوں کی جائیداد رکھنے والوں کو بڑی ہی رعایتیں دیتا ہے۔ ہمارے ایک عالم دوست نے بتایا کہ ایک بڑے جاگیردار اوران کے بیٹے سے دوقتل ہو گئے۔ چند مہینوں بعد وہ دونوں باپ بیٹا عدالتوں سے بری ہو گئے۔تو مولانا صاحب نے حیران ہوکران سے پوچھا کہ آپ بغیر جیل گئے کیسے قتل کے مقدمے سے بری ہو گئے۔تو انہوں نے جواب دیا کہ اس ملک میں پیسہ چلتا ہے۔ میں نے ان مقدمات پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے اور میں اور بیٹا دونوں بری ہو چکے ہیں جبکہ اس ملک میں غریب جھوٹے جھوٹے جرموں پر یا بے جرم ہی دھر لئے جاتے ہیں اور کئی کئی سال جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔تو ان سب مسائل کا حل قرآن وسنت کا نفاذ ہے۔قرآن وسنت کا نفاذ ہوگا تو ہر غریب اور امیر ہر ایک کو سستا اور فوری انصاف اس کی دہلیز پر ملے گا۔ جب کہ آج انصاف کے نعرے تو بہت ہیں لیکن انصاف کا دور دور تک نام و نشاں نہیں ہے۔امیر،غریب،حکمراں،رعایا سارے کے سارے اس فرسودہ نظام کی چکی میں پس رہے ہیں۔

ٹیکسوں کا سیلاب:

پاکستان میں بہت سارے سیلاب ایک عرصے سے آرہے ہیں۔ان میں ٹیکسوں کا سیلاب بھی ہے کہ ملک میں بننے والی، پیدا ہونے والی ہر چیز پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔بعض اوقات ایک ایک چیز پر دس دس بار ٹیکس لگتا ہے اور قیمتیں آسمانوں سے باتیں کرنے لگتی ہیں اور لوگوں کی قوت خرید کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ٹیکس لگانے کی بڑی وجہ حکومت کے بے جا اخراجات ہیں جن کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ان ٹیکسوں کی وجہ سے پوری قوم آج معاشی بحران

کا شکار ہوگئی ہے۔شریعت مطہرہ ایک حد تک ٹیکس لگانے کی اجازت دیتی ہے، لیکن ایسے ٹیکس جو لوگوں کی کمر توڑ دیں اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ملکی حالات اس بات کے متقاضی ہو چکے ہیں کہ ملک میں قرآن وسنت کا نفاذ کر کے حکمراں، انتظامیہ، پولیس اور فوج سارے کے سارے سادہ زندگی کی طرف آئیں۔حضورﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو اپنے لئے نمونہ بنائیں۔سادہ گھروں میں رہیں، سادہ لباس پہنیں، سادہ گاڑیاں استعمال کریں، ضرورت پڑے تو بغیر استری کے کپڑے پہنیں اور زندگی اس طرح گذاریں جس طرح ایک عام غریب، فقیر شہری گذارتا ہے۔حضورﷺ اور خلفاء راشدین کی یہی تو عظیم شان تھی کہ وہ اس طرح زندگی گذارتے تھے جس طرح ایک غریب فقیر زندگی گذارتا ہے۔ تریسٹھ سال سے خوب عیش وعشرت کی زندگی حکمرانوں نے بسر کرلی۔اب ملک کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اپنا سب کچھ ملک کے لئے وقف کردیں اور کرائے کے مکانوں میں یا چھوٹے مکانوں میں زندگی بسر کریں، بڑے بڑے محلات اور بڑے بڑے گھروں کو چھوڑ دیں تاکہ اخراجات کا بوجھ انتہائی کم ہوجائے اور قوم ٹیکسوں کے سیلاب سے نجات پائے اور سکھ کا سانس لے سکے۔

پاکستان میں بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری:

پاکستان میں قتل وغارت گری عروج پر پہنچ چکی ہے۔سالانہ لاکھوں افراد اس کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں اور پھر بہت کم ہی مظلوموں کو انصاف مل پاتا ہے۔عدالتوں میں عرصہ دراز تک کیس التواء کا شکار رہتے ہیں۔اس کا حل بھی قرآن وسنت میں موجود ہے کہ قصاص کا قانون نافذ کردیا جائے اور فوری طور پر قاتل سے قصاص پوری قوم کے سامنے لے لیا جائے تو پوری قوم کے لئے یہ بات باعث عبرت بنتی ہے اور قتل وغارت گری کا سد باب ہوجاتا ہے۔سعودی عرب کے اندر اگرچہ مکمل اسلامی قوانین تو نہیں لیکن پھر بھی قصاص

کا قانون نافذ ہے اس لئے وہاں قتل کا تناسب پوری دنیا سے بہت ہی کم ہے۔

چوری وڈکیتی کی بہتات:

پاکستان میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں بہت بڑھ چکی ہیں۔بعض علاقوں میں لوگ پوری پوری رات جاگ کر پہرہ دیتے ہیں اور حکومت اورانتظامیہ بےبس نظر آتی ہے۔ دریائے سندھ کے ساتھ کچے کے علاقے ہیں جو بہت دور تک پھیلے ہوئے ہیں جہاں ڈاکوؤں کی ایک بہت بڑی کھیپ موجود ہے جنہوں نے قرب و جوار کے لوگوں کی زندگی اجیرن کررکھی ہے۔ پولیس اورانتظامیہ ان کے سامنے بےبس نظر آتی ہے۔لوگ بیچارے راتوں کو جاگتے ہیں اوراپنا پہرہ دیتے ہیں اور یہ ڈاکو اتنے ظالم ہیں کہ مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ان سے زبردستی نکاح کر لیتے ہیں اور ایسے بھی واقعات سامنے آئے کہ شادی شدہ بچوں والی عورتوں کو اٹھا کر لے گئے اور بغیر شادی کے کئی سال تک اپنے پاس رکھ لیں اور بچے پیدا ہوتے رہے۔ ہمارے چینلوں کو چاہیے کہ اس بارے میں بھی آواز اٹھائیں۔آج بھی کشمور اور روجھان کے درمیان کراچی کچے میں بڑے بڑے ڈاکوؤں کے گینگ موجود ہیں اس وقت بھی تقریباً دوسو کے قریب افراد اغواء کر کے ڈاکوؤں نے وہاں رکھے ہوئے ہیں۔جن میں سترہ عورتیں بھی ہیں۔ پوری انتظامیہ، پولیس ان ڈاکوؤں کے سامنے بےبس نظر آتی ہے اوراسی طرح پورے سندھ اور پورے پنجاب میں دریائے سندھ کے قرب وجوار میں ان ڈاکوؤں کا راج ہے۔جنہوں نے ظلم وستم کی اندھیر نگری مچائی ہوئی ہے۔جن کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ نہ ایسے ظالموں پر کوئی آپریشن لانچ کیا جاتا ہے جو اسلامی نظام کی بات کرے، فحاشی عریانی اور ظلم وستم کے خلاف آواز اٹھائے تو ساری مشینری اس کو پکڑنے پر جھونک دی جاتی ہے جو بڑا المیہ ہے۔تو ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن وسنت کا نفاذ کر کے حد سرقہ وغیرہ کو نافذ کر دیا جائے اور

چند چوروں اور ڈاکوؤں کو شریعت کے مطابق پوری قوم کے سامنے سزا دے دی جائے تو ملک میں امن قائم ہو جائے گا۔ بعض لوگ یہاں یہ کہیں گے کہ یہ تو بڑی سخت سزا ہوگی۔ وہ لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ یہی ڈاکو کئی کئی آدمیوں کے قاتل ہیں اور لوگوں کی زندگیوں کو اجیرن بنائے ہوئے ہیں۔ چند ظالم وحشی درندوں کو رعایت دی جائے اور کروڑوں عوام کی زندگی اجیرن کر دی جائے یہ کون سی دانائی ہے۔

ہر چیز میں ملاوٹ:

پاکستان میں کسی بھی چیز کا خالص مل جانا ایک ناممکن بات بنتی چلی جا رہی ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ ہی ملاوٹ ہو رہی ہے۔ ملاوٹ کرنے والے اگر چہ اپنی مجبوری بتاتے ہیں کہ ہر چیز مہنگی ہو چکی ہے اور ہمیں جو چیزیں ملتی ہیں وہ مہنگے داموں ملتی ہیں۔ اس لئے اگر ہم خالص بیچیں تو ہمارا خرچہ ہی پورا نہیں ہوتا۔ یہ بات اپنی جگہ بجا بھی ہے کہ حکومت نے اپنے تعیّشات کے لئے اتنے ٹیکس لگا دیئے کہ ہر چیز کی قیمت آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ جب لوگ ہر چیز مہنگی خریدیں گے اور پھر آگے چیزیں تیار ہوں گی تو وہ اتنی مہنگی ہوں گی کہ ان کا خریدار ہی کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ حکومت اپنی تعیّشات اور اخراجات کو کم کرے اور ٹیکسوں کو انتہائی کم کر دے۔ اس کے بعد اگر کوئی ملاوٹ کرتا ہے تو وہ یقیناً مجرم گردانا جائے اور ہمارے ملک میں تو بعض اوقات نقصان دہ چیزیں بھی ملائی جا رہی ہیں۔ جن سے لوگوں کی زندگیاں تباہ ہو رہی ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا''۔ ترجمہ: ''جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ آج قوم کا ایک بڑا طبقہ ملاوٹ میں دھوکہ دہی میں شامل ہو چکا ہے۔ ان کو پہلے تو میڈیا اور اخبارات کے ذریعے مہم چلا کر سمجھانے کی ضرورت ہے اور احادیث میں جو وعیدیں دھوکے اور فریب کے لئے آئی ہیں وہ بتلانی چاہئیں اور اس کے بعد ایسے لوگ جو قوم کی صحتوں سے کھیل رہے ہیں

ان کو پوری قوم کے سامنے جرم ثابت ہونے پر کوڑوں کی سزا دینی چاہیے تا کہ آئندہ کے لئے کوئی بھی ظالم معصوم لوگوں کی صحتوں سے نہ کھیل سکے۔

منشیات اور اس کا خاتمہ:

پاکستان میں جہاں اور مسائل ہیں وہاں ایک پریشان کن مسئلہ منشیات کا ہے۔ حکومت پورا زور لگا کر بھی منشیات کے سیلاب کو روکنے میں نا کام نظر آتی ہے۔ دن بدن منشیات کا دھندہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور لاکھوں نو جوان اس کی بھینٹ چڑھتے جا رہے ہیں۔منشیات استعمال کرنے کی ایک بڑی وجہ انتہاء درجے کی بے روزگاری ہے ہر طرف بے روزگاری کا ایک سیلاب ہے۔نو جوانوں کو جب روزگار نہیں ملتا اور پریشانیاں ہر طرف سے گھیر لیتی ہیں تو وہ مجبوراً فرار کا راستہ ڈھونڈتے ہیں اور ان کو فرار کا یہی راستہ نظر آتا ہے کہ وہ منشیات کا استعمال شروع کر کے کچھ دیر کے لئے اپنے آپ کو سکون دے سکیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن وسنت کا قانون نافذ کر کے منشیات کے کاروبار کرنے والوں کو پوری قوم کے سامنے سخت سزائیں دی جائیں تا کہ یہ ظالم لوگ قوم کے معصوم بچوں کی جانوں سے نہ کھیل سکیں۔ ہمارے ہاں منشیات کا کاروبار کرنے والے چھوٹے چھوٹے لوگ تو پکڑے جاتے ہیں اور ان کو کئی کئی سال کی سزائیں سنادی جاتی ہیں جن میں سے ایک بہت بڑی تعداد بے روزگاری کی وجہ سے ہی منشیات کا دھندہ شروع کرتی ہے۔لیکن پیچھے بیٹھے ہوئے منشیات کے بڑے بڑے مگرمچھ اتنے مضبوط اور قوت والے ہیں کہ ان پر حکومت ہاتھ ڈالنے سے قاصر ہوتی ہے۔قانون صرف چھوٹے چھوٹے منشیات فروشوں پر ہی ہاتھ ڈالتا ہے۔ جبکہ بڑے بڑے منشیات فروش قانون کے آہنی ہاتھوں سے اکثر بچ جاتے ہیں۔تو منشیات کے مسائل بھی قرآن وسنت کے قانون کے نفاذ سے حل کئے جا سکتے ہیں۔

مہنگائی کا جن:

پورے ملک میں جہاں اور پریشانیاں ہیں وہاں ایک بڑی پریشانی مہنگائی کی ہے جس سے ساری قوم پریشان ہے۔ مہنگائی کی وجہ سے کروڑوں لوگوں کے چولہے بجھتے چلے جارہے ہیں۔ کتنے لوگ بیوی بچوں کے فقر و فاقے کی تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے خودکشی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا: فقر کفر تک پہنچادیتا ہے۔

جب فقر کفر تک پہنچا دیتا ہے تو خودکشی تو کفر سے بہرحال کم ہے۔ مہنگائی کی جہاں اور وجوہات ہیں وہاں ایک وجہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانیاں ہیں جو پوری قوم کے اندر سرایت کر چکی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی چیزوں میں برکت ڈالتے ہیں اور برکت اٹھا لیتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ کیا جائے اور نافرمانیوں سے پوری قوم کو روکا جائے اور یہ سب کچھ اسلامی نظام ہی کے ذریعے ممکن ہو سکے گا۔ مہنگائی کی دوسری بڑی وجہ ضروریات زندگی کی ہر چیز پر بار بار ٹیکسوں کا لگنا ہے۔ ایک ایک چیز پر دس دس بار بھی ٹیکس لگتا ہے۔ جب وہ چیزیں بازاروں میں پہنچتی ہیں تو کئی بار ٹیکسوں کے مراحل سے ہو کر ہی بازاروں میں پہنچتی ہیں تو ان کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ اسلئے ملک میں قرآن وسنت کی روشنی میں جائز حد تک ٹیکس لگائے جائیں اور ناجائز ٹیکسوں کا خاتمہ کیا جائے اور حکومت اپنے اخراجات میں کمی لا کر ٹیکسوں کی کمی کا مداوا کر سکتی ہے۔

لوٹ مار کا عالم:

آج ذہنوں میں یہ بیٹھ چکا ہے کہ عزت اور رفعت خوبصورت کپڑوں مکانوں اور گاڑیوں وغیرہ میں ہے۔ اس لئے ہر آدمی کی کوشش ہے کہ وہ جلد سے جلد امیر بن جائے اس لئے آج ہر طرف لوٹ مار کا عالم ہے۔ حکمرانوں نے اپنے اثاثے باہر بنانے کے لئے اور ملک میں محلات جاگیریں اور ملوں کے بنانے کے لئے لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ تاجروں

نے ہر چیز انتہاء درجے پر مہنگی کر کے لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ وکلاء اور ڈاکٹروں نے اپنی فیسیں مہنگی کر کے لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ ملاوٹ کرنے والوں نے خوب ملاوٹ کر کے لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ مستریوں، مزدوروں نے اپنے ریٹ بڑھا کر لوٹ مار کی فضا بنا دی ہے۔ غرض یہ کہ معاشرے کے ہر طبقے نے سوائے چند لوگوں کو چھوڑ کر لوٹ مار کا عالم بنا دیا ہے۔ ان سارے مسائل کا حل قرآن وسنت کے اندر موجود ہے کہ قوم کو سادہ زندگی پر لایا جائے اور آپ ﷺ اور خلفائے راشدین کی زندگیوں کو آئیڈیل بنانے کے لئے قوم کو تیار کیا جائے۔

مہنگائی کا بہترین حل:

حضور ﷺ نے فرمایا: ”اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ“ ۔عقل مند و دانا وہ ہے جو اپنی خواہشات کو کنٹرول کرلے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے کوشاں ہو جائے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے مہنگائی کا ایک پیارا حل تجویز کیا ہے۔ مہنگائی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ آج ہر ایک نے تعیّشات والی زندگی اختیار کر لی ہے اور زیادہ سے زیادہ مال و دولت حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگا ہوا ہے۔ ہر آدمی چاہتا ہے کہ میں جلد سے جلد امیر بن جاؤں اور بادشاہوں والی زندگی بسر کروں۔ آج ہر آدمی بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ جب پوری قوم بادشاہ بن کر زندگی بسر کرنا چاہے گی تو وہ کوشش کرے گی کہ جلدی سے امیر بن جائے وہ جائز طریقے سے ہو یا ناجائز طریقے سے اور وہ بادشاہوں والی زندگی بسر کرے۔ ہمارے چینلوں پر جو ڈرامے دکھائے جاتے ہیں ان میں بہترین زندگی اور عزت کا معیار خوبصورت گھروں، لاکھوں روپے کے دیدہ زیب فرنیچروں اور خوبصورت گاڑیوں میں دکھایا جاتا ہے۔ بچپن سے بچے یہ منظر دیکھیں گے تو ان کے ذہن میں زندگی کا یہی خاکہ ہوگا کہ ہم نے ایسے ہی خوبصورت گھروں میں زندگی گذارنی ہے اور ان کا آئیڈیل یہی گھر ہوں گے۔ جب وہ بڑے ہوں گے تو ان گھروں کی تگ ودو کے لئے قوم کو ہر چیز

خوب مہنگے داموں فروخت کریں گے تاکہ جلد سے جلد وہ امیر بن کر خوبصورت گھروں میں پہنچ سکیں۔ یہ کیفیت آج پوری قوم کی بن چکی ہے۔ آج ہر انسان خوبصورت گھروں، گاڑیوں کا متلاشی ہے۔ جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکمراں، وزراء، انتظامیہ سارے کے سارے یہ قربانی کریں کہ انتہائی سادہ گھروں میں رہیں تاکہ وہ قوم کے لئے آئیڈیل بن سکیں۔ آپ ﷺ مدینے کے حکمراں تھے۔ آپ ﷺ نے کیسے سادہ زندگی بسر فرمائی کہ گھر مٹی کے، دروازے پر ٹاٹ پڑے ہوئے، کمرے اتنے چھوٹے کہ اہلیہ سو رہی ہوں تو نماز تہجد میں سجدے کی جگہ نہ مل پائے، کھانا پینا ایسا کہ کئی کئی ماہ آگ ہی نہ جل پائے۔ کپڑوں پر کئی کئی پیوند لگے ہوئے اور بھوک کی یہ کیفیت کہ پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے۔ غزوۂ خندق میں صحابہ کرامؓ خندق کھودرہے تھے، سخت سردی کا موسم تھا، صحابہ کرام کے پیٹوں پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے آکر آپ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پیٹ دیکھئے کہ ان پر پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا اہٹایا تو پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فقر و فاقے والی زندگی بسر کی۔ قوم کے لئے اسوۂ حسنہ بنے تو قوم نے بھی ایسی ہی زندگی کو ترجیح دی، ان کے پاس جو مال و دولت آتا اس کو اللہ کے راستے میں خیرات کر دیتے حتیٰ کہ سو سو اونٹ بھی غلے کے آتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہوں میں صحابہ کرامؓ خیرات کر دیتے تھے اور خود فقر و فاقے کی زندگی بسر کرتے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک لاکھ درھم بطور ہدیے کے بھیجے تو حضرت عائشہؓ نے اسی وقت خادمہ کو بھیج کر مدینے کی فقیر مستورات کو بلایا اور ایک لاکھ درھم ان میں تقسیم کر دیئے۔ خادمہ نے بعد میں کہا کہ آپ روزے سے ہیں اور شام کو افطاری کے لئے کچھ بھی نہیں اگر کچھ درھم رکھ لیتیں۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کہ اگر تم پہلے بتا دیتی تو کچھ رکھ ہی لیتی، اب تو میں تقسیم کر چکی۔ سبحان اللہ یہ عجیب لوگ تھے کہ ان کو ہر وقت غریبوں کی فکر تھی۔ آج ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ہر ایک اپنے گھر کو سجانے اور بنانے میں لگا ہوا ہے اور غریبوں کے پرسان حال لوگ کم ہی نظر آتے ہیں۔

تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں قرآن وسنت کا نفاذ کر کے حکمران

انتظامیہ اور رعایا اپنی زندگیوں کو انتہائی سادگی کی طرف لائیں عاجزی کی طرف لائیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ" سادگی ایمان کا حصہ ہے۔ پوری قوم کو چینلوں اور اخبارات کے ذریعے اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ گھر، کپڑے، گاڑیاں تقریبات، شادی، غمی کو سادہ اور رسومات سے پاک رکھیں۔

حکمران اثاثے نہ بنائیں:

حضرت عمرؓ جس کو کوئی عہدہ دیتے تو فرماتے اس کی چیزیں اور اثاثے لکھ کر رکھ لئے جائیں اور اس کے بعد اس سے کہتے کہ تمہارے اثاثے اور چیزیں نہیں بڑھنی چاہیں۔ سادہ زندگی بسر کرنی ہوگی اور تجارت سے بھی اس کو منع فرماتے۔ حکمراں جب تجارت میں لگ جاتے ہیں تو وہ اپنے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے چیزوں کی قیمتوں کو گھٹاتے بڑھاتے رہتے ہیں اور اس سے چیزوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں۔ اس لئے حکمرانوں اور انتظامیہ کو پابند کیا جائے کہ وہ اگر تجارت کرنا چاہتے ہیں تو پھر عہدہ چھوڑ دیں۔ عہدہ رکھنا ہے تو سادہ زندگی بسر کریں اور تجارت سے پرہیز کریں۔

چینلوں کی تباہ کاریاں:

صحافت ایک اچھا پیشہ ہے اگر اس کو شرعی حدود کے اندر رکھتے ہوئے اختیار کیا جائے، اس میں قوم کے لئے کافی فوائد ہیں اور اس کے ذریعے قوم سے تعمیر و ترقی کا بڑا کام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں چینلوں کو مخرب اخلاق چیزوں کے لئے کھلی آزادی دے دی گئی ہے۔ خصوصاً بے حیائی، فحاشی اور عریانی پھیلانے کے لئے چینلوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج بھی ان میں ڈانس اور رقص و سرور کی محفلیں دکھائی جا رہی ہیں۔ اشتہارات میں بھی فحاشی اور عریانی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن رہا ہے اور قوم کے نوجوان بچے بچیاں اور نئی نسل اس سے جنسی انارکی کی

طرف جا رہی ہے جس کی وجہ سے کتنے بچے اور بچیاں غلط راہوں کی طرف چل نکلتے ہیں اور اپنی زندگی تباہ کر دیتے ہیں۔ کتنے واقعات اخبارات اور چینلوں کی زینت بنتے ہیں کہ فلاں بچی کے ساتھ زیادتی کرنے کے بعد قتل کر ڈالا۔ پھر خوب زور وشور سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس ظالم کو سزا ملنی چاہیے اس نے بڑی زیادتی کی۔ بجا ہے کہ ایسے ظالموں کو جو معصوم بچیوں کی عصمتوں سے کھیلتے ہیں انہیں قرار واقعی سزا ملنی چاہیے لیکن بڑے ظالم وہ ہیں جو چینلوں پر نیم برہنہ رقص وسرور پیش کرتے ہیں، پوری قوم کو غیر محرم لڑکیوں کے ساتھ دوستی لگانے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو پوری قوم میں جنسی انارکی اور ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ یہ ظالم وہ ہیں جو بڑے بڑے چینلوں کے مالک ہیں اور دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دے رہے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ اخبارات اور جرائد کے وہ مالکان بھی ہیں جو چند پیسوں کی خاطر گندی تصاویر شائع کرتے ہیں اور قوم کو تباہی کی طرف جھونکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کر کے تمام چینلوں اور اخبارات و جرائد کو شریعت مطہرہ کا پابند بنایا جائے اور ان سب سے کہا جائے کہ ایسی چیزیں پیش کریں جن سے قوم کی تعمیر و ترقی ہو۔ آج عمومی طور پر تمام چینلوں، اخبارات، جرائد میں تعمیری چیزیں بہت کم نظر آتی ہیں۔ صرف بے حیائی اور فحاشی کی چیزیں یا وہ چیزیں جو قوم میں ہیجان اور سنسنی پیدا کر دیں یا جن سے مخالفین کی کردار کشی ہو، جن کی وجہ سے بہت سارے مسائل جنم لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک واقعہ کسی ایک علاقے میں وقوع پذیر ہوتا ہے اور سارے چینل اس کو اتنی کوریج دیتے ہیں کہ اس کی وجہ سے پورے ملک میں ہیجان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بہت سارے لوگ غم و غصے میں پاگل ہو کر اٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور قومی و نجی املاک کو نقصان پہنچانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے چینلوں وغیرہ کو قرآن وسنت کی روشنی میں پابند بنانے کی ضرورت ہے تاکہ صحافت کا پیشہ صحیح معنوں میں تعمیر و ترقی کا کردار ادا کر سکے۔

بے روزگاری کا آسان حل:

پاکستان میں اس وقت کئی کروڑ لوگ بے روزگار ہیں۔ بے روزگاری کیوجہ سے بہت سارے نوجوان غلط راہوں پہ چل نکلتے ہیں۔ سالانہ ہزاروں نوجوان خودکشیاں کر رہے ہیں۔ اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان کروڑوں نوجوانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ پورے ملک کے اندر مختلف ہنروں کے حوالے سے سکول اور کالج قائم کئے جائیں اور نوجوانوں کو وہاں مختلف ہنر سکھائے جائیں اور اس کے ساتھ ان کو دینی اور اخلاقی تربیت کی تعلیم بھی دی جائے۔ ان کو خدا ترسی، امانت داری اور محنت و جدوجہد کے ساتھ کام کرنے کا جذبہ سکھایا جائے اور پورے ملک کے دینی مدارس سے بھی گذارش کی جائے کہ وہ بھی اپنے ہاں ایک سال یا چھ ماہ کا ہنر کورس رکھیں اور نوجوانوں کو مختلف ہنر بمع دینی کورس کروائیں۔ اگر ہم پورے ملک میں اسلامی قوانین نافذ کر کے ہنگامی بنیادوں پر سکول، کالجوں اور مدارس دینیہ اور اس کے علاوہ نئے ادارے کھول کر ایک کروڑ نوجوانوں کو ایک سال میں مختلف ہنر سکھا دیں۔ تو یہ نوجوان کارپنٹر، درزی، ڈرائیور، مختلف چیزوں کے مستری بن کر اور اسی طرح بجلی، ویلڈنگ وغیرہ کے کام سیکھ کر پانچ کروڑ افراد کی کفالت کر سکیں گے۔ ملک بھی ترقی کرے گا اور ملک کو اچھے کام کرنے والے ہنر مند مل جائیں گے۔ جبکہ آج حال یہ ہے کہ ملک میں ہنر سکھانے کے کوئی بھی خاص ادارے نہیں ہیں۔ بس غریب نوجوان اٹھتے ہیں اور تھوڑا بہت ہنر جاننے والوں سے ہنر سیکھتے ہیں یا صرف انہیں کام کرتا دیکھتے ہیں اور پھر خود ہی کام کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ لوگوں کا مجموعی اعتبار سے کروڑوں کا نقصان کر کے پھر کچھ مہارت حاصل کر لیتے ہیں۔

بجلی گیس وغیرہ کے چوروں کو سخت سزائیں:

پاکستان میں بہت سارے لوگوں کے لئے بجلی، گیس وغیرہ فری کردی جاتی ہے۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ بالکل احتیاط نہیں کرتے اور بجلی، گیس وغیرہ کو بہت زیادہ ضائع کرتے ہیں۔ اس لئے بجلی، گیس وغیرہ کی بچت کے لئے حکمراں سے لے کر نیچے کے افسران تک کسی کو بھی بجلی فری نہ ہونی چاہیے۔ ہاں یہ ہے کہ کسی کو کچھ رعایت دے دی جائے کہ اتنے یونٹ ان کو فری ہوں گے۔ لیکن مکمل مفت کسی فرد یا کسی ادارے کو نہ ملنی چاہیے۔ اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ اس طرح ملک کے جاگیرداروں، وڈیروں اور خانوں کا ایک بڑا طبقہ بجلی کے بل صحیح ادا نہیں کرتا۔ اگر تحقیق کی جائے تو معلوم ہوگا کہ بہت سارے بڑے بڑے لوگ ملک کی بجلی کا اربوں روپیہ ماہانہ ہضم کر جاتے ہیں۔ اسی طرح بہت سارے علاقوں میں کنڈوں کا سسٹم عام رائج ہے۔ اس لئے ایک تو بجلی کو سستا کر دیا جائے اور بڑے بڑے لوگوں کی تحقیق کر کے ان کو سختی سے بجلی کا مکمل بل دینے کا پابند بنایا جائے کسی ادارہ کو مفت بجلی نہ دی جائے اور ملک میں جو کنڈے لگا کر یا دیگر غلط طریقوں سے بجلی حاصل کر رہے اور جو واپڈہ کے نمائندے ان سے رشوت لے کر ان کو ناجائز فائدے دے رہے ہیں ان سب کو سخت سزائیں دی جائیں۔

جلوسوں پر پابندی:

پاکستان میں مختلف قسم کے مذہبی اور غیر مذہبی جلوس نکلتے ہیں جن کا فائدہ تو شاید تھوڑا بہت کسی کو ہو لیکن ان کے نقصانات مجموعی اعتبار سے بہت زیادہ ہیں۔ ملک کو کھربوں روپے کے سالانہ نقصانات ان جلوسوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ حکومت کے اربوں روپے کے اخراجات سیکورٹی کے حوالے سے خرچ ہو جاتے ہیں اور پولیس اور دیگر اداروں کا ان کی

سیکورٹی اور حفاظت پر کافی خرچ ہوتا ہے۔ پھر خدانخواستہ اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو مشتعل لوگ سینکڑوں دکانوں، گاڑیوں اور دیگر املاک کو نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ کتنے غریب لوگوں کی پوری زندگی کی جمع پونجی ان ہنگاموں کی نظر ہو جاتی ہے۔ پھر ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ پھر یہی غریب لوگ فقر و فاقے سے تنگ آ کر غلط راہوں پر نکل جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں قرآن وسنت کا قانون نافذ کر کے تمام جلوسوں پر پابندی لگا دی جائے۔ کوئی بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ ان کا یہ جلوس شرعی اعتبار سے فرض، واجب، سنت یا مستحب ہے۔ صرف ایک رسم چل پڑی ہے اور دن بدن یہ جلوس بچے دیتے جا رہے ہیں۔ اب ان کو سنبھالنا کسی کے بس کی بات نہیں رہی۔ جب یہ جلوس شرعاً فرض، واجب کسی کے نزدیک بھی نہیں ہیں اور ان کے نقصانات بہت زیادہ ہیں جن کو اگر جمع کیا جائے اور قوم کے سامنے پیش کیا جائے تو پوری قوم خود ہی کہے گی کہ یقیناً ان جلوسوں کو بند ہی ہونا چاہیے۔ اگر کسی نے مظاہرہ کرنا ہی ہے تو ان لوگوں کے لئے ہر شہر کے باہر چند کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مقام متعین کر دیا جائے کہ وہاں جائیں اور وہاں جا کر اپنا مظاہرہ کر لیں لیکن شہروں کے اندر قطعاً کسی کو جلوسوں کی اجازت دے کر ملک کے امن و امان اور ملکی کی املاک کو نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔

جلسوں کے لئے قواعد وضوابط:

جلسوں، تقریبات اور جلوسوں کے لئے قرآن وسنت کی روشنی میں قواعد وضوابط اس طرح مرتب ہونے چاہیں کہ جلسوں سے فوائد تو ہوں لیکن نقصان نہ ہو۔ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور ان جلسوں اور تقریبات سے معاشرتی نظام متاثر نہ ہو۔ خصوصاً جلوسوں کے بارے میں تو سخت قواعد ہونے چاہیں۔ اس لئے کہ تمام جلوس ہی نہ فرض ہیں نہ واجب، بس بعض مذہبی جماعتوں اور سیاسی پارٹیوں نے اپنے ذاتی مقاصد، مفاد اور شہرت کے لئے ان

کو ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ چاہے اس کا فائدہ نہ آخرت میں ہو نہ دنیا میں۔ اس لئے جلوسوں کو یا تو بند ہی کر دینا چاہیے یا یہ کہ شہر سے کئی کلومیٹر باہر خاص جگہ مقرر کر کے وہاں جلوس نکالنے کی اجازت دے دی جائے۔

پورے ملک میں مدنی مکی اذان دی جائے:

ہمارے ملک میں جہاں اور چیزوں کی وجہ سے انتشار وافتراق پیدا ہو رہا ہے وہاں اذان کی ابتداء یا انتہاء میں مختلف کلمات کہنے کی وجہ سے بھی اختلافات کی فضا ہموار ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں اسلامی نظام نافذ کر کے قرآن وسنت کے ذریعے یہ فیصلہ کیا جائے کہ اذان وہ دی جائے گی جو قرآن، سنت یا فقہ سے ثابت ہے اور جو چیز قرآن، سنت یا فقہ سے ثابت نہیں ہے اس چیز کی اجازت کسی کو بھی نہ دی جائے گی۔ اجازت طلب کرنی ہو تو اسلامی عدالت سے رجوع کریں۔ اگر اسلامی عدالت اجازت دے دے بصد خوشی کریں ورنہ قربانی کریں اور قوم کو انتشار وافتراق سے بچائیں۔

اتحاد و یگانگی کی فضا قائم کی جائے:

پاکستان میں بہت سارے مذہبی فرقے پائے جاتے ہیں جو آج سے نہیں بلکہ عرصہ دراز سے موجود ہیں لیکن تھوڑے عرصے سے ان میں آپس میں جنگ و جدل بہت زیادہ بڑھ چکی ہے تو اس جنگ و جدل کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اور اتحاد و یگانگی کی فضا قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ایسی تمام چیزوں پر پابندی لگائی جائے جس سے اتحاد و یگانگی کی فضا متاثر ہو۔ انہی چیزوں میں گھروں پر مختلف قسم کے جھنڈے لہرانا بھی ہے جس سے اختلاف اور افتراق کی فضا جنم لیتی ہے۔ تمام لوگوں کو پابند کیا جائے کہ وہ کسی قسم کے جھنڈے نہیں لہرائیں گے اور کسی قسم کے کوئی دیگر نشانات نہیں لگائیں گے۔ پوری قوم

ایک ہوکر زندگی گذارے گی اور تفریق کے نشانوں کو مٹادیا جائے گا۔

سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانا جرم عظیم قرار دیا جائے:

ہمارے ملک میں یہ روایت قائم ہو چکی ہے کہ کوئی چھوٹا یا بڑا حادثہ ہو جائے تو لوگ جذبات میں آ کر سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ جی لوگ جذبات میں آ گئے تھے۔ پندرہ بیس سال ماضی پر نظر ڈالیں اور جائزہ لیں کہ کتنے سانحے ہوئے اور پھر لوگ جذبات میں اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کتنی سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچایا اور پھر لوگ گرفتار ہوئے اور یہ کہہ کر ان کو چھوڑ دیا گیا کہ یہ لوگ جذبات میں آ گئے تھے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں قرآن وسنت کا نفاذ کر کے سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانے کو جرم عظیم قرار دیا جائے اور ایسے لوگوں کو جرم ثابت ہونے پر پوری قوم کے سامنے سخت کوڑوں کی سزائیں دی جائیں تا کہ لوگوں کو احساس ہو کہ یہ طریقہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ قرون اولیٰ میں کتنے بڑے بڑے واقعات اور حادثات ہوئے۔ کتنے بڑے بڑے لوگ قتل کر کے شہید کر دیئے گئے لیکن سب نے صبر و تحمل کا راستہ اختیار کیا۔ کسی نے بھی جذبات میں آ کر سرکاری اور نجی املاک کو نقصان نہ پہنچایا۔ اسلام تو صبر وتحمل کا درس دیتا ہے اور کسی کو نقصان پہنچانے سے روکتا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں کوئی چھوٹا سا سانحہ ہو جائے تو لوگ جذبات میں آ جاتے ہیں اور کچھ لوگ مصنوعی جذبات پیدا کر کے اپنے مخالفین کی املاک کو نقصان پہنچا دیتے ہیں کہ یہ وقت مناسب ہے کہ اپنے مخالفین کو نقصان پہنچایا جائے کہ ہر کوئی یہ کہے گا کہ جی جذبات میں آ گئے تھے۔ اس لئے ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور قرآن وسنت کی روشنی میں کسی کی بھی املاک کو نقصان پہنچانا بڑا جرم قرار دیا جائے۔ ایسے لوگوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں قرار واقعی سزا دی جائے۔

کرپشن اور رشوت کا مسئلہ:

پاکستان میں اسلامی نظام نہ ہونے کی وجہ سے کرپشن، رشوت، اقرباء پروری، پارٹی بازی وغیرہ کی وجہ سے آج ملک کا ہر شعبہ تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے اور ملک کے بڑے بڑے ادارے ماہانہ اربوں روپیہ کمانے کے باوجود خسارے میں جا رہے ہیں، مثلاً، ریلوے، پی آئی اے، سٹیل ملز، واپڈا، ہیلتھ وغیرہ آج انتہائی خسارے میں جا رہے ہیں۔اگر یہی کیفیت جاری رہی تو عنقریب تباہی سے دو چار ہو جائیں گے۔ان سارے مسائل کا حل بار ہا سوچا گیا لیکن تریسٹھ سال میں آج تک یہ مسئلے حل نہ ہو سکے بلکہ دن بدن بگڑتے ہی چلے گئے۔ان مسائل کا حل بھی اسلامی نظام اور قرآن وسنت کے نفاذ ہی میں مضمر ہے۔اگر بڑے چھوٹے سب کو اسلامی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑے جو کسی قسم کا دباؤ قبول نہ کرے تو سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ان تمام شعبوں میں بڑوں سے لے کر ادنیٰ ملازم تک سارے کے سارے ان شعبوں کو لوٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔تو یہ شعبے کیسے ترقی کر سکتے ہیں۔

غریبوں پر ظلم وستم:

پاکستان میں غریبوں پر وہ ظلم وستم ہو رہا ہے جو شاید انسانی تاریخ میں کبھی بھی نہ ہوا ہو اور افسوس یہ ہے کہ ان مظلوم غریبوں کی آواز اٹھانے کو بھی کوئی تیار نہیں ہے اور نہ ہی ان پر ہونے والے ظلم وستم پر جمعوں کے بیانوں میں آواز اٹھائی جاتی ہے پاکستان میں تحقیق کریں تو کتنے ہی علاقوں میں چوروں، ڈکیتوں، ظالم سرداروں اور خانوں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہیں اور بہت سوں نے اپنی جیلیں بنا رکھی ہیں اور بہت سوں نے مختلف علاقے ایسے بنا رکھے ہیں جہاں پولیس داخل ہونے کا تصور ہی نہیں کر سکتی۔چور اور ڈکیت لوگوں کی

املاک لوٹ کر ظلم وستم مچائے ہوئے ہیں اور بہت سارے ڈکیتوں نے اپنے گینگ بنا رکھے ہیں اور کئی کئی علاقوں پر غیر اعلانیہ ان کی حکومت قائم ہے۔ پولیس کو لاکھوں روپیہ رشوت دے کر راضی رکھتے ہیں اور پولیس اندر سے ان کے ساتھ ملی ہوتی ہے اور ظاہری طور پر بعض اوقات جنگیں بھی جاری رکھتی ہے۔ سردار اور خان وغیرہ لوگوں کی املاک کو مختلف طریقوں سے ہتھیاتے ہیں اور جو غریب آواز اٹھائے اسے عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں یا اس پر جھوٹے مقدمات قائم کرا کر اندر کرا دیتے ہیں۔ تحقیق کریں تو معلوم ہوگا کہ پاکستان میں کروڑوں ایکڑز مین مختلف سرداروں نے قبضہ کی ہوئی ہے اور غریبوں کو سکت نہیں کہ وہ ان کے خلاف آواز اٹھا سکیں بہت سارے سردار جو غریب آواز اٹھاتا ہے اسے قتل کرا دیتے ہیں۔ پولیس، ڈاکٹروں اور ججوں کو لاکھوں کروڑوں روپیہ دے کر باعزت اپنے کو بری کروا لیتے ہیں۔ پورے ملک میں ماہانہ ہزاروں لوگ اغوا ہو رہے ہیں ان کا پرسان حال کوئی نہیں۔ علماء کرام کو چاہیے اپنے اپنے علاقہ میں ان چیزوں کی تحقیقات کر کے کم از کم اپنے بیانوں میں مظلوم کے حق میں اور ظالم کے خلاف آواز اٹھائیں اور اس موضوع پر مضامین لکھ کر اخبارات میں شائع کرائیں اور میڈیا میں مختلف ذرائع سے اس کی آواز اٹھوائیں۔
افسوس یہ ہے کہ علماء کرام عمومی طور پر امت مسلمہ کی وہ فکر نہیں کر رہے جو انہیں کرنی چاہیے علماء کرام عمومی طور پر صرف اور صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے فضائل اور مسائل بیان کرنے تک محدود ہو گئے ہیں۔ علاقے کے غریبوں کے کیا مسائل ہیں؟ ان پر کیا ظلم وستم ہو رہے ہیں؟ علاقے کے سردار، نواب، خان وغیرہ اور چور اور ڈاکو ان غریبوں پر کیا ظلم وستم ڈھا رہے ہیں؟ اس ظلم وستم کا سد باب کیسے ہوگا؟ اور اس کا حل کیا ہے؟ اس کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا جو مسلمانوں کے مسائل کی فکر نہ کریں وہ ہم میں سے نہیں ہے آج علماء کرام نے دین کی چند باتیں لے لی ہیں انہیں کو بیان

کرتے ہیں اور دین کے بہت سارے مسائل کی طرف توجہ نہیں کرتے حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو کہ مظلوم۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے ظالم کی مدد کیا ہے؟ فرمایا: ظالم کو ظلم سے روکنا اسکی مدد ہے۔ آج کتنے علماء ہیں جو ظالم کو روکنے کے لئے اٹھتے ہیں یا کم از کم اس کی آواز اٹھاتے ہیں؟ بلکہ عمومی طور پر تو یہ نظر آتا ہے کہ کوئی ظالم کے خلاف کھڑا ہو جائے تو اس کے خلاف بیانات دینے شروع کر دیتے ہیں اور مختلف حیلے بہانوں سے دلائل لا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو ظالم کے خلاف کھڑا ہوا ہے اس کا طریقہ شرعی اعتبار سے غلط ہے۔

یہی علماء چوروں ڈکیتوں، سرداروں، خانوں وغیرہ کے بھیانک ظلم اور قتل وغارت گری پر ایک عرصہ سے خاموشی اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں اور اپنے بیانوں میں ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھاتے ہیں جہاں کہیں کوئی دیوانہ یا چند دیوانے ظلم کے خلاف کھڑے ہو گئے تو فوراً ان کے خلاف بیانات داغنے شروع کر دیئے جاتے ہیں یہ ایک انتہائی نامناسب طریقہ ہے جو ہمارے بعض علماء کرام نے اختیار کیا ہوا ہے اور قیامت کے دن اس کوتاہی پر سخت باز پرس کا خطرہ ہے۔

وہن کی بیماری عام ہوگی:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی کہ جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن ہم کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تمہاری تعداد بہت ہوگی لیکن تم جھاگ کی مانند ہو جاؤ گے اور تمہارے دلوں میں وھن کی بیماری پیدا ہو جائے گی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے ڈرنا۔

آج اگر ایک جائزہ لیا جائے تو عمومی طور پر یہ بات نظر آئے گی کہ وہن کی بیماری دلوں میں رچ بس گئی ہے اس لئے پورے ملک میں ہونے والے ظلم وستم، قتل وغارت گری، اور بے حیائی وفحاشی کے خلاف آواز اٹھانے والے اور کوششیں کرنے والے بہت ہی کم

تعداد میں نظر آئیں گے۔

اسلامی نظام کے لئے چند اہم نکات

سانحہ لال مسجد سے قبل لکھے گئے تھے اب اس کتاب میں شامل کیے جا رہے ہیں

محمد عبدالعزیز غازی

خطیب لال مسجد اسلام آباد

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْد: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم قَالَ تَعَالٰی اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَا لِلّٰہِ الْاِسْلَامُ وَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْ لٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْ لٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الظَّالِمُوْنَ o

یہ ملک اسلام کے لئے بنا تھا، اگر اسلام یہاں نافذ ہو جاتا تو ہمارے لئے اتنے مسائل پیدا نہ ہوتے۔ ملک مسائل کی دلدل میں نہ پھنستا، لیکن افسوس کے یہاں اسلامی نظام نہیں آیا۔ چھ لاکھ سے زائد انسانوں نے قربانی دی تھی، بہنوں، ماؤں اور بیٹیوں نے خود اپنے آپ کو کنوؤں میں گرا کر ابدی نیند سلا دیا تھا کہ کہیں وہ سکھوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں، لوگوں نے اپنا گھر بار چھوڑا، اپنی زمینیں چھوڑیں، کروڑوں افراد بے گھر ہوئے، اپنا دیس اپنا وطن چھوڑا اور پاکستان کی طرف ہجرت کی، ان قربانیوں کے نتیجے میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہاں اسلام نافذ ہوتا، لیکن نہیں ہوسکا اور یوں محرومیاں جنم لینے لگیں۔

سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ اپنے پس منظر میں ایسی ہی تاریخ رکھتا ہے، کچھ پاکستانیوں نے اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کی، احتجاجی مظاہرے کئے تو ان پر تشدد کیا گیا

اس تشدد سے بغاوت نے جنم لیا اور مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوگیا۔

اس نازک مرحلے پر بھی اگر ہم پاکستان میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے سوچ لیتے تو یقیناً یہ سب مسائل حل ہو سکتے تھے، دونوں طرف کے علماء، دانشور اور اصحاب فکر مل کر بیٹھتے، معاملات کو شریعت کے مطابق نمٹانے کی کوشش کرتے تو کوئی نہ کوئی مثبت حل ضرور سامنے آجاتا، لیکن ہر مرض کا علاج تشدد اور سختی کو سمجھا گیا تو مسئلہ حل نہ ہوا اور ہم اپنی آدھی سرزمین آدھا وطن کھو بیٹھے، افسوس کے اس کے بعد بھی یہی روش جاری رہی۔

بلوچستان کے عوام مخلص، وطن سے محبت کرنے والے اور اسلام پسند لوگ ہیں، بلوچ عوام سے میرے دو تعلق ہیں پہلے اسلام کا پھر قومیت کا، چنانچہ میں نے ان سے کئی بار خود نشستیں کیں اور ان سے پوچھا کہ آخر آپ لوگوں کے مسائل کیا ہیں؟ اور آپ کیوں پاکستان سے علیحدگی چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اسلام اور حقوق کے لئے پاکستان کیساتھ الحاق کیا تھا، لیکن یہ دونوں چیزیں ہمیں نہ مل سکیں اس لئے اب علیحدگی چاہتے ہیں۔ اب ان پر تشدد کیا جا رہا ہے اور معاملہ روز بروز سنگین ہوتا چلا جا رہا ہے، وانا، وزیرستان قبائل سمیت آج پورا ملک جل رہا ہے۔ اسلامی نظام اور اسلامی حدود نہ ہونے کی وجہ سے پورے ملک میں چوری، ڈاکے، قتل اور اجتماعی عصمت دری کے خوفناک واقعات پیش آ رہے ہیں، رشوت ستانی عام ہے، لوگوں کو ان کے حقوق نہیں مل رہے، غربت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، ان سب مسائل کا ایک ہی حل ہے کہ جس رب نے زمین بنائی، جس رب نے آسمان بنایا، جس رب نے کہکشائیں بنائیں، جو رب کائنات کا خالق و مالک ہے، جو رب ہر چیز بے عیب بناتا ہے، اسی رب کا نظام یہاں نافذ کر دیا جائے۔

دیکھئے! اللہ نے ہمیں بنایا، چہرہ بنایا، آنکھوں کو سجایا، کان بنائے، منہ بنایا، ناک بنایا، چہرے کو حسن بخشا، انسان کے اندر کا نظام بنایا، کیسا حسین اور کیسا خوبصورت۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نہ کرے کہ انسان کا ہاتھ ضائع ہو جائے تو ہے کوئی دنیا میں ایسی کمپنی جو ایسا ہاتھ بنا کر دے سکے؟ کیا مصنوعی ہاتھ اصل ہاتھ جیسا ہوسکتا ہے؟ کیا مصنوعی پھولوں کی اصلی پھولوں سے نسبت ہوسکتی ہے؟ کیا مصنوعی پھلوں کو اصلی پھلوں کے مقابلہ میں لایا جاسکتا ہے؟

بالکل ایسے ہی انسان کے بنائے ہوئے نظام خواہ وہ کتنے ہی سوچ و بچار کے بعد بنائے گئے ہوں، کتنی ہی محنت سے مرتب کئے گئے ہوں، ان کی حقیقت ایسی ہی ہے جیسے مصنوعی پھلوں کی حقیقی پھلوں کے سامنے، ایسے ہی جیسے مصنوعی پھولوں کی حقیقی پھولوں کے سامنے۔ ایسے ہی جیسے مصنوعی ہاتھ پاؤں کی حقیقی ہاتھ پاؤں کے سامنے۔

ان تمام حقائق کے پیش نظر ہمارے تمام تر مسائل کا حل صرف اور صرف یہی ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے۔ اسی مقصد کے تحت اسلامی نظام کا یہ ابتدائی خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔ حضرات علماء کرام اور دیگر اہل علم وارباب دانش اس سلسلہ میں مزید غور فرما کر اپنی تجاویز تحریری طور پر ہمیں ارسال فرما سکتے ہیں اور ہمارے پیش کردہ اس خاکے میں کمی کوتاہیوں کی بھی نشاندہی فرما سکتے ہیں۔

یہ صرف ابتدائی خاکہ ہے کہ ہمارے ذہن کھلیں اور ہم اس اہم معاملے میں غور و فکر کر سکیں، علماء بھی سوچیں، وکلاء بھی سوچیں، جج بھی سوچیں، جرنیل حضرات بھی سوچیں، ملک کا ہر فرد سوچے، ہم سوچیں تو سہی کہ اس ملک میں کیسے اسلامی نظام لایا جاسکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم پہلے ہی کہہ دیں پاکستان میں اسلامی نظام نہیں نافذ ہوسکتا۔

ا۔ نفاذ اسلام

پورے ملک میں اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے، ہمارا یہ مطالبہ آئینی بھی ہے اور شرعی بھی۔ ہم ساٹھ سال سے برطانوی نظام کے تجربے کر رہے ہیں'' جواب برطانیہ میں

بھی تبدیل کیا جاچکا ہے۔'' لیکن ناکام رہے ہیں تو پھر کیوں نہ ہم اب اسلامی نظام اپنائیں اوراس پرعمل کرکے زندگی سنواریں۔

۲۔شرعی قوانین

تمام عدالتوں میں شرعی قوانین نافذ کئے جائیں اور جب تک ان عدالتوں میں مکمل طور پرشرعی قوانین نافذ نہ ہوسکیں اس وقت تک سابقہ قوانین زیرعمل رہیں،اس دوران ملک کے جید علماء کرام،مفتیان کرام اورججز پر مشتمل ایک بااختیار کمیٹی تشکیل دے دی جائے جوغوروفکر کے بعد،مشاورت کے بعدان تمام پرانے قوانین کی جگہ اسلامی قوانین لاتی چلی جائے،اورساتھ ساتھ پرانے قوانین منسوخ کرتے چلے جائیں۔

عدالتوں میں جج حضرات کے ساتھ جید مفتیان کرام کا تقرر بھی کیا جائے، جج حضرات کواپنے منصب پرباقی رہنے دیا جائے لیکن ان کوقضاءکورس کروایا جائے تاکہ وہ بھی شریعت سے آشنا ہوجائیں۔تمام عدالتوں میں ایسی آیات کریمہ اوراحادیث مبارکہ لکھ کر نمایاں طور پرآویزاں کردی جائیں جن میں ارباب اختیار کوانصاف برتنے اورلوگوں کوان کے حقوق فراہم کرنے کی تاکید اوراس کے فضائل درج ہوں تاکہ ہمہ وقت انصاف کی ترغیب مسندانصاف پربیٹھنے والے حضرات کے پیش نظررہے۔

۳۔ظالمانہ ٹیکسوں کاخاتمہ

ہمارے ملک میں مختلف حوالوں سے طرح طرح کے ظالمانہ ٹیکس دینے پرعوام کو مجبورکیا جاتا ہے،ان ٹیکسوں کا فوری خاتمہ بھی ضروری ہے،اسلامی شریعت ایک حدتک ٹیکس لگانے کی اجازت دیتی ہے،لیکن بجلی،گیس اور دیگر تمام ضروریات زندگی کی خریداری اور استعمال میں جوظالمانہ ٹیکس نافذکردیئے گئے ہیں،ان کامکمل خاتمہ کیا جائے،ٹیکسوں کی

مقدار شرعی حدود کے مطابق مقرر کی جائے اور اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ٹیکس کم کرنے سے اس کو مالی مشکلات پیش آئیں گی تو حکام کو چاہئے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں سادگی اور کفایت شعاری کو اپنائیں، غیر ضروری دوروں کو ختم کیا جائے، غیر ضروری اخراجات روکے جائیں، ہمیشہ ہماری قوم کے نچلے طبقے سے قربانی مانگی جاتی رہی، اب وقت آیا ہے کہ اوپر والا طبقہ قربانی دے۔ اعلیٰ حکام اور افسران بالا اگر گاڑیاں رکھیں تو بالکل سادہ اور ضرورت کے مطابق رکھیں۔ گھر انتہائی سادہ اور کفایت شعاری کے ساتھ بنایا جائے۔ غیر مسلم اپنے مالی حالات کو درست رکھنے کے لئے ایسے اقدامات کر سکتے ہیں تو ہم تو مسلمان ہیں ہمیں بھی یہ کام کرنے چاہئیں، ہمارے وزراء اور اعلیٰ سرکاری حکام اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اور ظلم کی چکی میں پستی عوام پر ترس کھاتے ہوئے اپنے اپنے معیار زندگی کو ذرا نیچے لائیں۔

۴۔ حدود کا اجراء

ملک میں چوری، ڈاکے، قتل وغارت گری اور اغواء برائے تاوان کے واقعات انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ عصمت دری اور خواتین کے ساتھ ناروا سلوک کے واقعات حد سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس صورتحال کے سدباب کے لئے شرعی حدود فوری طور پر نافذ کی جائیں۔

جہاں تک چوروں اور ڈاکوؤں کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ ایک ادارہ قائم کر دیا جائے جو چوروں اور ڈاکوؤں کو محبت کے ساتھ سمجھائے، اور توبہ تائب ہونے کی تلقین کرے، انہیں دین کی طرف لایا جائے اور جب تک ان کے لئے متبادل روزی کا بندوبست نہیں ہو جاتا ان کی ضروریات کے مطابق سرکاری سطح پر وظائف جاری کئے جائیں۔

اس کا تجربہ بندہ نے اپنے علاقہ روجھان میں ڈاکوؤں کے ساتھ کر کے دیکھا، بندہ نے انہیں توبہ کرنے کی دعوت دی، وہ جرأت مند تھے لیکن ان کی بہادری اور شجاعت شیطان کے لئے استعمال ہورہی تھی۔ بندہ نے ان سے کہا کہ اپنی بہادری رحمٰن کے لئے استعمال کریں۔ ذرا سی محبت کے اظہار سے وہ توبہ تائب ہوئے اور علاقے کے کئی ڈاکو اسلامی نظام کے داعی بن گئے۔

یہ ادارہ ڈاکوؤں اور چوروں کے مسائل بھی سنے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کرے، اگر وہ لوگ بے روزگاری کی وجہ سے ایسی غلط راہ پر چل رہے ہیں تو ان کے لئے اپنے ہاتھوں سے محنت کرنے کے روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

۵۔اردو کا احیاء

ملک کی قومی اور دفتری زبان اردو قرار دی جائے، ہر ملک میں دفتری زبان اس کی قومی زبان ہوتی ہے لیکن ہمارا یہ المیہ ہے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے جبکہ تمام دفاتر میں تمام تر تحریری امور انگریزی زبان میں قلمبند کئے جاتے ہیں، بے چارے دیہاتی اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو جب اس نظام سے پالا پڑتا ہے تو وہ سرکاری چٹھیوں کو اور خطوط کو پڑھنے کے لئے بھی دوسرے لوگوں کے محتاج ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک اجنبی زبان میں لکھے جاتے ہیں، اس مشکل کو ختم کرنے کے لئے فوری طور پر اعلان کیا جائے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور آج کے بعد دفتری زبان بھی اردو ہوگی۔

۶۔سود کا خاتمہ

ہمارے ملک کی شرعی عدالت، جس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ العالیٰ بھی شامل رہے، یہ فیصلہ دے چکی ہے کہ ملک سے سودی نظام کا خاتمہ کیا جائے، اس

فیصلے کو عملی طور پر تسلیم کرتے ہوئے فوراً ملک کے تمام بینکوں سے سودی نظام کا خاتمہ کیا جائے، اور جیسا کہ چند بینکوں نے اسلامی بینکنگ کا نظام تشکیل دیا ہے، ان بینکوں کی طرح باقی تمام بینک بھی اسی نظام پر عمل پیرا ہوں اور سودی نظام کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

۷۔ منشیات کا انسداد

ہمارے ملک میں شراب نوشی حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے، افیون، چرس اور دیگر منشیات کا استعمال بھی بے تحاشہ ہو چکا ہے، شرعی تقاضوں کے مطابق ایسی تمام نشہ آور اشیاء کی فروخت اور استعمال پر فوری پابندی اور سخت سزائیں مقرر کی جائیں، ایسی سخت سزائیں جن کے ڈر سے آئندہ کوئی ہمارے ملک میں ایسی غلط اشیاء نہ لا سکے، ہماری نسل ان چیزوں سے تباہ ہو رہی ہے، لہٰذا ان پر سختی سے پابندی لگائی جائے۔

۸۔ بے گھر لوگوں کو رہائش کی فراہمی

ہر شہر میں غریب اور مفلس لوگوں نے جھونپڑوں اور خیموں پر مشتمل بستیاں بسائی ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کو زندگی کی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں، بلکہ بعض اوقات میاں اور بیوی کو بچوں سمیت ایک ہی خیمے میں زندگی گزارنی پڑتی ہے جو انتہائی تکلیف دہ صورتحال ہے، اس نادار اور غریب طبقے کو فوری طور پر رہائشی پلاٹ فراہم کئے جائیں جو دس مرلے سے لیکر ایک کنال تک ہوں، اور پھر ان پلاٹوں پر مکان بنانے کے لئے ارزاں نرخوں پر سیمنٹ، سریا اور دیگر تعمیراتی سامان فراہم کیا جائے۔

اس غریب طبقے کے افراد کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے حکومت انہیں درمیانے درجے کے کاروبار کے لئے سرمایہ بھی فراہم کرے، تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو اپنی مدد آپ کے فضائل بھی سنائے جائیں تاکہ ان

میں حوصلہ پیدا ہو، محنت کا جذبہ بیدار ہو اور وہ اپنی زندگیوں کو بہتر بنا سکیں، ایسی حکمت عملی اپنا کر ہم قوم کو بھکاری بننے کی بجائے باثروت اور باعزت اور باغیرت بنا سکتے ہیں۔

۹۔ اہل صحافت کے لئے شرعی ضابطۂ اخلاق

صحافت اگر شرعی بنیادوں پر کی جائے تو ایک مقدس پیشہ ہے، جو لوگوں کے اخلاق اور زندگیاں سنوارتا ہے، ظلم وستم کے خاتمے میں معاونت کرتا ہے، لیکن شرعی تقاضے مدنظر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ہاں کے بہت سے اخبارات صرف تجارتی اغراض و مقاصد کے تحت کام کر رہے ہیں، چنانچہ یہ اخبارات وجرائد ایسی تصاویر اور مضامین شائع کرتے ہیں جن سے قومی اخلاق تباہ و برباد ہوتے ہیں، جنسی انارکی پھیلتی ہے، انہیں تصاویر اور مضامین سے نوجوان متاثر ہو کر بے راہ روی کا شکار ہوتے ہیں اور اپنی بہنوں کی عزتوں وعصمتوں پر حملے کرتے ہیں، ان حملوں میں جہاں یہ نوجوان مجرم قرار پاتے ہیں وہاں یہ اہل صحافت بھی مجرم ہوتے ہیں اس صورتحال کے سدباب کے لئے علماء کرام اور اہل صحافت پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو شرعی حدود کو سامنے رکھتے ہوئے ان اخبارات اور جرائد کے لئے ضابطہ اخلاق تیار کرے اور پھر اس ضابطۂ اخلاق پر عمل کرنے کے لئے پابند کیا جائے، تاکہ اخبارات وجرائد کے ذریعے قوم کے اخلاق سنواریں، بہنوں کو عزت ملے، قوم باغیرت بنے، بے غیرت نہ بنے۔

اخبارات وجرائد کی طرح ٹی وی اور ریڈیو میں بھی غیر شرعی روش تیزی سے بڑھ رہی ہے بلکہ اس کے نقصانات اخبار سے کہیں زیادہ ہیں، لہذا ٹی وی ریڈیو کے تمام چینلز کو بھی شرعی حدود اور ضابطوں کا پابند کیا جائے اور ان سے عہد لیا جائے کہ وہ ضابطہ اخلاق کی پابندی کریں گے، یوں ان ذرائع ابلاغ کو شرعی اصولوں کے مطابق استعمال یقینی بنایا جائے، اس الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ایسے پروگرام نشر کئے جائیں جو قوم کے کردار کو

بگاڑنے کی بجائے اس کی تعمیر کریں اور قوم کی ترقی میں معاون ثابت ہوں، ایسے پروگرام جن کے ذریعے تعلیم وتربیت عام ہو اور دیکھنے سننے والوں کا شعور بیدار ہو، تاکہ قوم تعمیری کاموں میں مصروف ہو اور تخریبی سرگرمیوں سے بچے۔

۱۰۔قیدیوں کے معاملات

ملک کی مختلف جیلوں میں بہت سارے بے گناہ لوگ قید ہیں، ان بے گناہ لوگوں کی تحقیق وتلاش کے لئے ایک ادارہ بنایا جائے، جو بے گناہوں کو شرعی تقاضوں کے مطابق رہا کروائے اور جو لوگ واقعی مجرم ہیں انہیں بھی واپسی کی راہیں بتلائی جائیں، اگر مناسب ہو تو انہیں ضمانتوں پر رہا کر کے تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگانے کا موقع دیا جائے، تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں اور سیدھے راستے کی طرف لوٹ سکیں، اس کی مثال آج کل کے اس طریقے کار سے دی جاسکتی ہے جس کے مطابق ملزموں کو مختلف افسران کی خدمت پر مقرر کیا جاتا ہے اور جو مجرم ایسے ہوں کہ انہیں ضمانت پر بھی رہا نہیں کیا جاسکتا تو اس مسئلہ پر غور کیا جائے کہ آخر ان کے بیوی بچوں نے کیا جرم کیا ہے کہ انہیں اپنے خاندان کے سربراہوں سے دور رکھا جارہا ہے لہذا ایسے قیدیوں کے لئے ان کے اہل خانہ کو مہینے میں تین دن ان کے ساتھ رہنے کا موقع دیا جائے، جیلوں میں لائبریاں قائم کر کے ان میں اسلامی کتابیں رکھیں جائیں جنہیں پڑھ کر قیدی اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں، نیز اچھے بیانات بھی ہوں۔

۱۱۔غیر شرعی رسومات کا انسداد

غیر شرعی رسومات حد سے بڑھ چکی ہیں، نامناسب رواج بھی بہت زیادہ ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے خاصی پریشانیاں ہیں، علماء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ایسی رسومات اور رواجوں کی معلومات کرے اور پھر اس سلسلہ میں شرعی تحقیق کرنے کے بعد عوام

الناس کوان سے بچنے کی ترغیب دے۔

۱۲۔سرکاری عہدیداران کا معیار

جن لوگوں کو سرکاری عہدوں پر مقرر کیا جائے انہیں تقرر سے پہلے ان عہدوں سے متعلقہ ذمہ داریوں کے بارے میں باقاعدہ شرعی کورس کروایا جائے اور ان کی شرعی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے، نیز یہ تحقیق بھی کی جائے کہ آیا وہ اس عہدے کے اہل بھی ہیں کہ نہیں۔

پھر ان سے عہد بھی لیا جائے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں گے، اقربا پروری نہیں کریں گے، ناجائز سفارش قبول نہیں کریں گے، غیر شرعی طور پر کوئی معاملہ سرانجام نہیں دیں گے، رشوت نہیں لیں گے، لوگوں کے حقوق کا خیال رکھیں گے۔

ان عہدے داروں سے یہ بھی عہد لیا جائے کہ وہ اپنا منصب سنبھالنے کے بعد اسکا ناجائز فائدہ نہیں اٹھائیں گے اور حاکمانہ طرز عمل اپنانے کے بجائے خدمت خلق کا نظریہ اپنائیں گے۔

تمام دفاتر میں دارالشکایات قائم کئے جائیں تاکہ ان دفاتر میں آنے والے ضرورت مند افراد اپنی جائز شکایات یہاں درج کرواکر ان کا ازالہ کرواسکیں، دارالشکایات میں جن افسران کے متعلق شکایات درج ہوں ان کے بارے میں تفتیش کی جائے اور اگر شکایات صحیح ہوں تو متعلقہ افراد کے خلاف تادیبی کاروائی کی جائے،

تمام سرکاری عہدیداروں کے تقرر کے وقت ان کے اثاثوں کی تفصیلات معلوم کی جائیں اور پھر مستقل نگرانی رکھی جائے کہ کہیں وہ اپنے عہدوں کے ذریعہ ناجائز اموال تو نہیں اکٹھے کر رہے۔

۱۳۔ تعلیمی اور رفاہی اداروں کیلئے رعایت

ملک میں جو تعلیمی اور رفاہی ادارے خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کی روز مرہ کے استعمال میں آنے والی ضروریات مثلاً پانی بجلی کو انتہائی کم نرخوں پر فراہم کیا جائے۔ جو اچھا کام کریں اور ان کے نتائج اچھے ہوں حکومت ان کے ساتھ اضافی تعاون کیا کرے۔

۱۴۔ تجارتی اداروں اور کارخانوں کے لئے رعایت

بڑے بڑے تجارتی اداروں اور کارخانوں کو بھی بجلی، گیس وغیرہ بالکل کم نرخوں پر فراہم کی جائے، انہیں اس سلسلہ میں ایک متعین شدہ ضابطۂ اخلاق کا پابند بنایا جائے اور ان سے عہد لیا جائے کہ وہ اپنی مصنوعات کو عوام الناس تک کم سے کم قیمت میں پہنچائیں گے۔

۱۵۔ ڈیموں کا مسئلہ

ملک میں بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ڈیم انتہائی ضروری ہیں کیوں کہ بڑے بڑے ڈیم بنانے سے گھمبیر مسائل پیدا ہوتے ہیں، ہزاروں افراد اپنی زمینوں سے محروم اور بے گھر ہو جاتے ہیں اس لئے ہر علاقہ کی سطح پر چھوٹے ڈیم بنانے کی اجازت دی جائے، تا کہ لوگ اپنی ضرورت اور سہولت کے مطابق ڈیم بنائیں اور ان سے بجلی حاصل کریں اور فروخت کریں، اس سلسلے میں کاروباری شخصیات اور اداروں کو بھی دعوت دی جائے کہ وہ ایسے ڈیم بنائیں۔

۱۶۔ تعلیم کا فروغ

تعلیم ہر شخص کی بنیادی ضرورت ہے تعلیم مسلمان کا زیور ہے تعلیم ہی کے ذریعے انسان اپنی زندگی کا اچھا لائحہ عمل طے کرسکتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ تعلیم کو بالکل مفت

کر دیا جائے یا تعلیم کے چار جز انتہائی قلیل ہوں یا یہ کہ غریبوں کے لئے تعلیمی اخراجات میں خصوصی رعایت کی جائے۔

تعلیم کے سلسلے میں یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ مخلوط نظام تعلیم سے نوجوان نسل میں بے راہ روی اور جنسی انارکی پھیلتی ہے، کتنے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں، اس لئے اس نظام کو ختم کیا جائے اور شرعی تقاضوں کے مطابق الگ الگ تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں۔ ملک میں قائم تمام جعلی تعلیمی اداروں کا خاتمہ کیا جائے

جو بہنیں تعلیم یافتہ ہوں اور آگے نئی نسل تک علم پہنچانے کا جذبہ رکھتی ہیں ان کو اپنے اپنے گھروں میں مفت تعلیم کے مدارس و مراکز کھولنے کی اجازت دی جائے اور ایسی پر عزم بہنوں کے ساتھ سرکاری سطح پر تعاون کیا جائے انہیں ضروری اشیاء فراہم کی جائیں اور مستقل ماہانہ وظائف کا اجراء کیا جائے، اس طرح تعلیم عام ہو گی اور قوم کا مستقبل روشن ہو گا۔

اس وقت ملک میں دو الگ الگ تعلیمی نظام جاری ہیں، ایک دینی اور دوسرا دنیاوی، یہ دونوں تعلیمی نظام جدا جدا قائم ہیں، اس لئے دونوں سے متعلقہ طلبہ اور تعلیمی حلقوں میں دوریاں پیدا ہو رہی ہیں، اس صورتحال کے حل کے لئے ایک ایسا تعلیمی نظام وضع کرنا ضروری ہے جس سے قوم ایک رخ پر چل سکے اور اہل علم کے مابین ہم آہنگی فروغ پا سکے، اس سلسلہ میں یہ اقدام کیا جائے کہ میٹرک تک تعلیم مشترک کی جائے، اس دوران طلبہ کو دین اور دنیا دونوں کی مکمل تعلیم دی جائے اس کے بعد اختیار دیا جائے کہ وہ دین سے متعلق تعلیم حاصل کریں یا کسی دنیاوی شعبہ کے بارے میں علم حاصل کریں، ایسا نظام تعلیم وضع کرنے اور اس کا نصاب مرتب کرنے کے لئے جید علماء کرام اور دیگر ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے، ایسا نظام تعلیم بعض عرب ممالک میں بھی رائج ہے، ان

تجربات سے بھی اس سلسلہ میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۷۔ پولیس میں اصلاحات

پولیس کا محکمہ ملک کے نظم ونسق کو سنوارنے میں انتہائی اہم اور بنیادی کردار کا حامل ہے، لیکن چونکہ پولیس کی تنخواہ اس کی ضرورت کے مطابق نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے سپاہی عام طور پر رشوت جیسے غلط طریقوں سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں، لہذا اس بات کی انتہائی ضرورت ہے کہ سپاہیوں کی بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تنخواہیں مقرر کی جائیں، یہ تنخواہیں اس قدر معقول ہوں کہ ان سپاہیوں کو رشوت لینے کا خیال ہی پیدا نہ ہو۔اس کے بعد بھی کوئی رشوت لے تو اسے سخت سزا دی جائے۔

جن پولیس سپاہیوں سے اضافی خدمات لی جائیں انہیں اضافی الاؤنس فراہم کئے جائیں۔

ہر تھانے کی حدود میں ایک دارالصلح یا دارالشکایات قائم کیا جائے ، یہ چھوٹا سا ادارہ لوگوں کے معاملات سنے تھانے سے متعلقہ امور کو مدنظر رکھے، جو لوگ مقدمات درج کرانے آئیں انہیں پہلے دعوت دی جائے کہ وہ مقدمہ بازی میں پڑنے کے بجائے باہمی تنازعات کو صلح صفائی کے ذریعے حل کرلے اور صلح عفو درگزر کے فضائل بتائیں، اگر اس طرح معاملات حل نہ ہوں تو پھر انہیں قانون کے حوالے کیا جائے۔

اگر پولیس کا کوئی سپاہی کسی موقع پر مجرم یا ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا جاتا ہے تو اس کے اہل خانہ کی کفالت کی ضمانت دی جائے اور انہیں فوری طور معقول رقم فراہم کی جائے تاکہ ان کا شیرازہ زندگی بکھر نہ جائے، قانون پر جان نچھاور کرنے والے ایسے سپاہیوں کے اہل خانہ کے لئے مستقل ماہانہ وظائف بھی جاری کردیئے جائیں۔

تھانوں میں ملزموں کے ساتھ بسا اوقات انتہائی دردناک سلوک کیا جاتا ہے

تفتیش کے بہانے ان پر بے جا سختیاں کی جاتی ہیں اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس صورتحال کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے کہ شرعی تقاضوں کے مطابق تفتیش کے لئے طریقہ کار طے کیا جائے اور محکمہ پولیس کے تمام اہل کاروں کو اس پر عمل درآمد کا پابند بنایا جائے۔

ہر تھانے میں ایک مختصر سی لائبریری بھی قائم کی جائے جس میں ایسی کتابیں رکھی جائیں جو پولیس اہلکاروں کے زیر مطالعہ رہیں اور وہ انہیں پڑھ کر اپنے فرائض منصبی بحسن خوبی ادا کر سکتے ہوں۔

تمام تھانوں کے لئے یہ طے کیا جائے کہ اگر ان کی حدود میں کوئی چوری ہوئی یا بد عملی پھیلی تو اس کی سزا میں مناسب حد تک پولیس اہلکاروں کو بھی شریک کیا جائے گا، مثال کے طور پر ان کی تنخواہوں کا کچھ حصہ کاٹ لیا جائے گا یا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے گا، اسی طرح اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے اہلکاروں کی تنخواہوں میں اضافے کا بھی اعلان کیا جائے۔ جن تھانوں کی کارکردگی اچھی ہو اور ان کے علاقے میں جرائم بہت کم ہوں تو ان تمام تھانے والوں کو اضافی الاؤنس دیا جائے یا بطور انعام کے ایک دو تنخواہیں دے دی جائیں۔

تھانوں میں علماء کرام کے اصلاحی بیان کروائے جائیں، نیز پولیس اہلکاروں کے لئے خاص طور پر اصلاحی بیانات مختلف ذرائع ریڈیو، ٹیلی ویژن سے نشر کریں تا کہ پولیس اہلکار اپنی اصلاح کر سکیں۔

۱۸۔ ادارۂ احتساب

اسلام آباد میں قائم محتسب کے ادارے کو مزید بہتر بنا کر اس کی شاخیں پورے ملک میں پھیلا دی جائیں تا کہ وہ غریب لوگ جنہیں انصاف نہیں مل رہا انہیں انصاف مل سکے۔

۱۹۔ بلوچستان اور قبائل میں پھیلی آگ کے مسائل

بلوچستان کے مسائل شریعت کی روشنی میں حل کئے جائیں، علماء کرام اور دیگر معززین کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس صوبے میں جا کر عوام سے ان کے مسائل خوب غور وفکر کے ساتھ سنے اور انہیں حل کرنے کے لئے اپنی مؤثر تجاویز پیش کرے، بلوچ عوام کا بڑا مطالبہ اور مسئلہ نفاذ شریعت اور ان کے بنیادی حقوق کے حوالے سے ہے، اگر ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی ان مسائل کو حل کرنے کے لئے سنجیدہ کردار ادا کرے تو یقیناً بلوچستان کی آگ بجھ سکتی ہے اور پاکستان ایک دفعہ پھر دولخت ہونے سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

قبائل میں حکومت نے جو فوجیں بھیجیں ہیں اس بارے میں تین چار سو مفتیان کرام کا پینل بٹھایا جائے جو اس کے بارے میں فیصلہ کرے کہ یہ شرعی ہے یا غیر شرعی اگر شرعی ہو تو فبہا اور اگر غیر شرعی ہے تو اس کو فوراً بند کیا جائے۔ غیروں کی لڑائی ہم نے اپنے ہاں لے آئی ہے اور وہ آگ جو ہم سے دور تھی ہم نے اپنے علاقوں میں اس کو لگا لیا ہے اس لئے حکومت کی پوری کوشش کے باوجود چند علماء کرام نے بھی ایسا فتویٰ نہیں دیا کہ قبائل میں جاری جنگ ہماری جنگ ہے تو اس چیز پر علماء کرام کی کمیٹی کو بٹھا کر نئے سرے سے فیصلہ کیا جائے۔

۲۰۔ خودکشی کا انسداد

مختلف مشکلات اور معاشی مسائل کی وجہ سے ہمارے ملک میں خودکشی کے واقعات دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں ان افسوسناک واقعات کی روک تھام کے لئے با قاعدہ اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں ایک ادارہ تشکیل دیا جائے تا کہ زندگی سے مایوس ہو جانے والے افراد اس سے رابطہ کریں، ان کے مسائل سنے جائیں اور حل کئے

جائیں، اگر سنجیدہ طور پر خودکشی کا ارادہ کرنے والے افراد کو سمجھایا جائے تو وہ اپنے غلط ارادے سے باز آسکتے ہیں، یوں یہ لوگ اپنی جانیں ضائع کرنے کے بجائے ان کی قدرو قیمت پہچانیں گے اور بے وجہ مارے جانے کے بجائے مجاہد بن کر زندگی گزار سکیں گے۔ پھر یہ لوگ اگر اللہ کے راستے میں لڑتے ہوئے شہادت نوش کریں تو یہ موت خودکشی کی موت سے کس قدر قیمتی اور باسعادت ہوگی۔ خودکشی کے انسداد کے لئے قائم کئے جانے والے ادارے میں علماء اور ماہرین نفسیات کی خدمات حاصل کی جائیں۔

۲۱۔ صحت

ہمارے ملک میں ہسپتالوں کی شدید کمی ہے، آبادی اور ضروریات کے تناسب میں ہسپتال انتہائی کم ہیں۔ خاص طور پر دیہاتی اور پسماندہ علاقوں میں تو طبی سہولیات اور علاج معالجے کا سخت فقدان ہے۔ چھوٹے چھوٹے امراض میں مبتلا افراد لاعلمی کی وجہ سے بے احتیاطی کرتے ہیں اور یہ امراض ان کے لئے بالآخر لاعلاج مرض بن جاتے ہیں۔

دیہاتی علاقوں میں ایسے ہسپتالوں کی زیادہ شدت کے ساتھ ضرورت ہے اور ایسے علاقوں میں متعین کئے جانے والوں ڈاکٹروں کو اضافی سہولیات اور زائد تنخواہیں دی جائیں اور ان کے لئے دیہاتوں میں اچھے مکانات بنائے جائیں، تاکہ وہ دلجمعی کے ساتھ بہتر طور پر پیشہ ورانہ خدمات سرانجام دے سکیں۔ علاج بالکل مفت نہ کیا جائے بلکہ دوائی اور ہسپتال اور ڈسپنسری کے چارجز ضروری وصول کئے جائیں اس لئے کہ مفت علاج کی وجہ سے علاج کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ غریب ہوں ان کو تعاون کارڈ جاری کئے جائیں۔ جس کی تجدید ہر سال کی جائے۔ جس میں اہل علاقہ کے دو معززین کے نام، پتے و موبائل نمبر ہوں جو تصدیق کریں کہ یہ واقعی غریب ہے اور زکوٰۃ کا مستحق ہے۔

تمام ہسپتالوں میں مردوں اور عورتوں کے علاج کے لئے الگ الگ حصے قائم

کئے جائیں، مردوں کا علاج مرد کریں اور عورتوں کا علاج عورتیں۔ ہمارے ہاں رائج ہسپتالوں کے مخلوط نظام کی وجہ سے بے شمار ایسے واقعات پیش آچکے ہیں جن میں بہنوں کی عزتیں لٹ گئیں اور انہیں بے آبرو کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس خوفناک صورتحال کا انسداد اسی طرح ممکن ہے کہ مردوں کے لئے علیحدہ حصے مخصوص کئے جائیں اور عورتوں کے لئے علیحدہ۔ ہاں جب آپریشن وغیرہ کے سلسلہ میں شدید ضرورت ہو تو مرد اور خواتین ڈاکٹر ایک دوسرے کا تعاون حاصل کر سکتے ہیں۔

پورے ملک میں ہسپتالوں کے قرب وجوار میں اچھے صاف ستھرے مسافر خانے بنائے جائیں جن میں دور دراز سے علاج کے لئے آنے والے مریضوں کے معاون مسافروں کے لئے رہائش کا مناسب اور معیاری بندوبست ہو جب تک علاج مکمل نہیں ہو جاتا اتنے دن وہ وہاں قیام کر سکیں۔ اس میں رہنے والوں سے مناسب رقم لی جاسکتی ہے۔ اسی طرح کھانے کے لئے مناسب ہوٹل بھی بنائیں جائیں۔ جن میں مریضوں کے ساتھ رہنے والوں کو سستے داموں کھانا فراہم کیا جائے۔ افسوس کی بات ہے کہ اور علاقوں میں تو کیا اسلام آباد کے بڑے بڑے ہسپتالوں کے باہر مریض کے ساتھ آنے والے لوگوں کے لئے کہیں بھی نہ رہائش کی جگہ ہے نہ بیٹھنے کی اور نہ کھانے کے لئے قریب ہوٹل ہے۔ مریض کے لواحقین اپنے مریضوں کو دور دراز سے لے کر آتے ہیں۔ مریض کے لواحقین سردی گرمی میں ہسپتالوں کے باہر پڑے رہتے ہیں۔

۲۲۔ پیچیدہ دفتری نظام اور اس کا حل

ملک میں کام کرنے والے مختلف دفاتر کا طریقہ کار انتہائی پیچیدہ ہے بعض اوقات دور دراز سے لوگ سفر کر کے آتے ہیں، مثلاً سندھ و بلوچستان سے اور دیگر علاقوں سے تو انہیں کہا جاتا ہے کہ اس کام کے لئے فلاں کاغذات کی ضرورت ہے وہ واپس جاتے

ہیں اور مطلوبہ کاغذات لیکر آتے ہیں ، وہ فائل اگلے افسر کے پاس پہنچتی ہے تو وہ مزید کاغذات کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ مرحلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے اور ایک چھوٹا سا کام کرانے کے لئے ہم وطنوں کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وقت کا ضیاع بھی ہوتا ہے۔

اس لئے گزارش ہے کہ تمام دفاتر میں جو کام ہوتے ہیں، دفاتر کے باہر یا استقبالیہ میں اس سلسلہ میں مکمل طریقہ کار، رہنما تحریراً آویزاں کردیا جائے اس کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ پر بھی سرکاری کام کا طریقہ کار جاری کیا جائے اور اس کیساتھ ساتھ ان دفاتر کے مقامات کی نشاندھی بھی کی جائے کہ وہ کہاں کہاں ہیں اور فون پر بھی یہ سہولیات مہیا کی جائیں۔

اس سلسلہ میں مزید آسانی پیدا کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک کتاب شائع کی جائے جس میں مختلف کام کرنے کے طریقہ کار، دفاتر کے فون نمبر، پتے تفصیلاً لکھ دیئے جائیں تا کہ لوگ جس حصے سے بھی چلیں تمام ضروری کاغذات اور دستاویزات لیکر چلیں۔

پورے ملک میں جہاں جہاں اہم دفاتر ہوں ان کے قرب وجوار میں اچھے صاف ستھرے کم ریٹ پر مسافر خانے بنائے جائیں جہاں دور دراز سے آنے والے لوگوں کے لئے رہائش کا معقول بندوبست ہو۔ جب تک ان کا کام مکمل نہیں ہوجاتا اتنے دن وہ وہاں آرام وقیام کرسکیں۔

۲۳۔شعبہ احیاء السنہ

قومی سطح پر احیاء السنہ کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا جائے ، جو ملک بھر میں اس بات کا جائزہ لے کہ حضور ﷺ کی کونسی ایسی سنتیں ہیں جو ترک کی جارہی ہیں اور ان کی وجہ سے ہم مصائب ومشکلات کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں، یہ شعبہ سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کا جذبہ ابھارے اور عوام الناس میں یہ شعور بیدار کرے کہ جب تک ہم اپنے آقا ﷺ کی حسین سنتوں پر نہیں چلیں گے، اس وقت تک ہم انفرادی یا اجتماعی زندگی میں

کامیابیاں نہیں پا سکتے۔اس شعبے کے اراکین محبت اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو سنت کی طرف متوجہ کریں اور پیار اور شفقت کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

۲۴۔فضول خرچی سے گریز

ہمارے ملک کا کروڑوں روپیہ حکام، وزراء، افسران بالا اور دیگر سرکاری عہدے داروں کے بے جا دوروں پر خرچ کیا جاتا ہے، نام نہاد خیر سگالی کے ثقافتی دورے بھی اس میں شامل ہیں ان دوروں پر بے انتہا رقوم خرچ کی جاتی ہیں اور پھر یہ سارا مالی بوجھ قوم پر ڈال دیا جاتا ہے، لہذا ازائد از ضرورت ان اخراجات کا سلسلہ بند کیا جائے۔

۲۵۔اسلامی بینکنگ

تمام بینکوں کو پابند بنایا جائے کہ وہ شرعی ہدایات کی روشنی میں لین دین کریں اور سودی لین دین سے مکمل اجتناب کریں، ہمارے ہاں کئی بینکوں نے اسلامی بینکنگ کا تجربہ کیا ہے، جو کامیاب رہا ہے لہذا اس نظام کو پورے ملک میں رائج کیا جائے اور تمام بینکوں کو اس پر عمل درآمد کے لئے پابند بنایا جائے۔

۲۶۔سود کا خاتمہ

ملک بھر میں سود کا فوری خاتمہ کیا جائے، جن لوگوں نے پہلے سے قرض لے رکھا ہے ان سے سود فوراً ختم کر دیا جائے اور صرف اصل واجب الاداء رقوم واپس لی جائیں، ایسے لوگ جنہوں نے پہلے قرض لئے لیکن اب ان کا واقعی دیوالیہ ہو چکا ہے یا وہ فوت ہو چکے ہیں تو ان کے قرض بھی معاف کر دیئے جائیں، ضرورت منداور محتاج افراد کو سرکاری سطح پر بغیر سود کے قرضے فراہم کئے جائیں تا کہ وہ معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

۲۷۔ مجلس فقہی کا قیام

قومی سطح پر ایک مجلس فقہی قائم کردی جائے جس میں علماء کرام اور مفتیان عظام شامل ہوں۔ یہ مجلس مختلف حوالوں سے پاکستان اور پوری دنیا کے درپیش مسائل پر علمی تحقیق کرے اور شرعی تقاضوں کیمطابق ان کے حل تلاش کرے۔

یہ مجلس تمام شعبوں میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین کے لئے شرعی حدود اور قوانین طے کرے تا کہ سب لوگ ان حدود اور قوانین کو مدنظر رکھ کر اپنے فرائض منصبی سر انجام دیں، مثلاً فوجی افسران کو بتایا جائے کہ فوج میں بھرتی ہونے کے بعد ان کی شرعی ذمہ داریاں کیا بنتی ہیں، ڈاکٹروں کو بتایا جائے کہ اس شعبہ سے منسلک ہونے کے بعد ان پر شرعی نقطہ نظر سے کیا فرائض عائد ہوتے ہیں اور ججز کو بتایا جائے کہ مسند انصاف پر بیٹھنے کے بعد انہیں شریعت کی روشنی میں کس طرح فیصلے سرانجام دینے ہیں اسی طرح اگر وکلاء کو آگاہ کر دیا جائے کہ وہ کس قسم کے مقدمات کی پیروی کریں اور کس طرح کے مقدمات میں تعاون کرنے سے احتراز کریں تو یقیناً بہت سے غلط اور ناجائز مقدمات ایسے ہوں گے جو عدالتوں میں پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ دیں گے۔ یوں قومی عدالتوں کا قیمتی وقت بھی بچے گا اور غیر اخلاقی اور غیر شرعی طور پر مقدمہ بازی کرنے والے لوگوں کی بھی حوصلہ شکنی ہوگی۔

۲۸۔ سرکاری اداروں اور شخصیات کی حوصلہ افزائی

ایسے تمام سرکاری ادارے جو بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کریں اور ان کے ملازمین میں حسن کارکردگی کے ساتھ فرائض منصبی سرانجام دیں ان کی نمایاں طور پر حوصلہ افزائی کی جائے اور انہیں انعام واعزاز سے نوازا جائے اور انہیں ترقیاں دی جائیں تا کہ وہ اپنی کارکردگی میں مزید نکھار پیدا کرسکیں۔

۲۹۔عطیات کے لئے ضابطہ اخلاق

تمام رفاہی اور تعلیمی اداروں کے لئے عطیات جمع کرنے کیلئے شریعت کی روشنی میں اصول وضوابط مقرر کئے جائیں اور انہیں اس کا پابند بنایا جائے۔آج مدارس وغیرہ کے سفراء گھر گھر، دکان دکان، مسجد مسجد جا کر چندہ کرتے ہیں اور لوگوں سے شدید اصرار کرتے ہیں۔یہ طریقہ شرعاً مناسب نہیں اس لئے چندہ کرنے والوں کو شریعت کا پابند بنایا جائے۔

۳۰۔سرکاری تنخواہیں اور رہائش

ملک بھر میں تمام سرکاری و نیم سرکاری اور سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ان کی بنیادی ضروریات زندگی کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جائیں، کم از کم ماہانہ تنخواہ ایک تولہ سونے کے برابر ہو، تمام ملازمین کی تنخواہوں میں ان کے بچوں کی تعداد کے لحاظ سے اضافہ کیا جائے یہ اضافہ فی بچہ پانچ سو روپے ضرور ہونا چاہئے، سرکاری ملازمین کو جو مکانات دیئے جاتے ہیں اس میں بھی ان کی اولاد کا خیال رکھا جائے، جن ملازمین کے بچے زیادہ ہیں انہیں زیادہ بڑا مکان دیا جائے اور جن کے بچے کم ہیں انہیں چھوٹے مکان دیئے جائیں۔

۳۱۔اسلامی تعلیمات کی ترویج

ملک بھر میں دینی ماحول پیدا کرنے اور عوام الناس کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک بہتر اور مؤثر صورت یہ ہے کہ ملک بھر میں پھیلی ہوئی شاہراہوں کے اردگرد ایسے بورڈ لگا دیئے جائیں جن پر مختلف آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ درج ہوں زندگی کے مختلف مراحل سے متعلق قرآن وحدیث کی ہدایات عمومی انداز میں عوام تک پہنچے گی تو ان کے قلب وذہن از خود اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کی طرف راغب ہوں گے اور وہ دین کے احکام وفضائل سے آگاہ ہوں گے۔

۳۲۔شاہراہوں پرعوامی مراکز

تمام بڑی شاہراہوں پر ہر پچاس یا سوکلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مرکز قائم کیا جائے اس مرکز میں ایک مسجد ہو جس میں مردانہ وزنانہ نمازیوں کے لئے الگ الگ سہولت رکھی جائے اس مسجد کی امامت ایسے عالم دین کے سپرد کی جائے جو اس پورے مرکز کا نظام سنبھال سکے اور لوگوں کی دینی رہنمائی بھی کر سکے، ایک مختصر سی ڈسپنسری ہو جس میں علاج معالجے کے لئے مردانہ وزنانہ ڈاکٹرز متعین ہوں، ایک جنرل سٹور ہو جس میں ضروریات زندگی فراہم کی جائیں ایک دارالمطالعہ ہو جس میں مسافروں کے مطالعہ کے لئے دلچسپ کتابیں رکھی جائیں، ایک ہوٹل ہو جس میں مناسب ارزاں نرخوں پر مسافروں کو کھانا اور رہائش فراہم کی جائے، ایک پی سی او ہو جو بوقت ضرورت رابطہ کے لئے کام آسکے، ایک ورکشاپ ہو جہاں گاڑی وغیرہ کیلئے مکینک میسر ہو اور ایک پٹرول پمپ ہو جہاں سے بوقت ضرورت گاڑی میں پٹرول، ڈیزل ڈالا جا سکے۔

۳۳۔شادی الاؤنس

جو سرکاری ملازمین اپنی یا اپنے بچوں کی شادی کرنا چاہیں اور اس بات کا وعدہ کریں کہ وہ شادی بیاہ کی تقریب میں شرعی حدود کو پیش نظر رکھیں گے دینی تعلیمات پر عمل پیرا رہیں گے اور فضول خرچی، گانا بجانا، آتش بازی وغیرہ نہیں کریں گے، انہیں حکومت کی طرف سے بطور امداد معقول رقم فراہم کی جائے تا کہ وہ اس فریضے سے خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ براں ہو سکے۔ لیکن یہ تعاون صرف اور صرف زکوٰۃ کے مستحق غریبوں کے ساتھ کیا جائے۔

۳۴۔شادی کورس

ہر شہری کو اس امر کا پابند بنایا جائے کہ وہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے پہلے ازدواجی زندگی کے شرعی آداب وفرائض سیکھے اور وعدہ کرے کہ وہ شادی کے بعد ان پر

عمل پیرا ہونے کی پوری پوری کوشش کرے گا۔مستند علماء کرام کی زیر نگرانی اس کے لئے ایک ایسا نصاب مقرر کیا جائے جس میں شوہر اور بیوی دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق کی تعلیمات شامل ہوں۔شادی کے خواہشمند افراد کو اس نصاب کا امتحان پاس کرنے کے بعد ہی شادی کی اجازت دی جائے۔

۳۵۔حج وعمرہ کورس

حج پر جانے والوں کے لئے ایک کورس رکھا جائے۔ جو لوگ حج کے خواہشمند ہوں، انہیں پہلے یہ کورس مکمل کروایا جائے، عمرے کے لئے بھی ایسا ہی نظام وضع کرنا ضروری ہے۔حج وعمرہ کے لئے فضائی سفر چونکہ کافی اخراجات کا حامل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے کمزور مالی حیثیت والے افراد باوجود خواہش کے محروم رہ جاتے ہیں، ان لوگوں کی اس مشکل کے حل کے لئے حسب سابق سمندری اور زمینی راستوں سے یہ سفر دوبارہ بحال کیا جائے۔

۳۶۔ملاوٹ کا انسداد

خورد ونوش کی اشیاء میں ملاوٹ انتہائی بھیانک جرم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے، لہذا اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کی خاص طور پر پکڑ کی جائے اور شرعی تقاضوں کے مطابق انہیں سزائیں دی جائیں تاکہ وہ ایسی حرکتوں سے باز آئیں، سزا کے ساتھ ساتھ انہیں ترغیب بھی دی جائے کہ وہ آئندہ اس جرم کا ارتکاب نہ کریں۔

۳۷۔آبادکاری

ہمارے ملک میں بہت زیادہ زمین یونہی بنجر اور بیکار پڑی ہے، جسے کسی بھی

طریقے سے استعمال نہیں کیا جارہا۔ایسی زمین کوغریبوں میں تقسیم کیا جائے اس وعدہ پر کہ وہ اسے آگے فروخت کرنے کے بجائے آباد کریں گے۔ایسی زمینوں پر چند سال تک فروخت کی پابندی عائد کردی جائے۔

۳۸۔فحاشی کا خاتمہ

ہمارے ملک میں بدکاری کے بہت سے اڈے محض مجبور اور مالی لحاظ سے کمزور خواتین کے حالات کی وجہ سے چل رہے ہیں۔ایسے فحاشی کے مراکز کوختم کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ نیک سیرت اور باعلم خواتین پر مشتمل ایک ادارہ قائم کیا جائے جوایسی مجبور خواتین سے ان کے مسائل سنیں انہیں حل کرنے کی کوشش کریں اوران بہنوں کو پیار ومحبت کے ساتھ ترغیب دیں کہ وہ غلط کاموں کو چھوڑ کر زندگی کوشرعی طریقوں پر استوار کریں تا کہ دنیاوآخرت کی کامیابی حاصل کرسکیں،ایسی خواتین کے توبہ تائب ہونے کے بعد مردوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ ان خواتین کے ساتھ نکاح کرکے انہیں اسلامی طرزعمل کے مطابق ازدواجی زندگی گزارنے کا موقع فراہم کریں۔ایسی خواتین کے لئے حکومت کی طرف سے وظائف بھی جاری کئے جائیں۔

۳۹۔صفائی اور نظافت

پاکیزگی نصف ایمان ہے،اس لئے ہربستی والوں کوصفائی کی ترغیب دی جائے اور جوبستی والے اس سلسلہ میں دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صفائی کا اہتمام کریں،حکومت ان کے لئے خصوصی مراعات اورانعامات کا اعلان کرے،ان بستی والوں کو مدرسہ،سکول، ہسپتال،پارک،وغیرہ بنا کردیے جائیں تا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

۴۰۔لاؤڈسپیکر کے غلط استعمال کی روک تھام

ہمارے ملک میں اسپیکر کا استعمال کافی حد تک غلط طریقوں سے ہورہا ہے۔ جلسے، شادی بیاہ اور دیگر پروگراموں پر لاؤڈ سپیکرز استعمال ہوتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے اور کئی مریضوں کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے سلسلہ میں شرعی احکام کے مطابق ضابطۂ اخلاق طے کیا جائے۔

۴۱۔آتش بازی کا خاتمہ

آتش بازی کا شرعی جواز ہے نہ عقلی، لہذا اس کا خاتمہ بھی ضروری ہے، ہمارے ملک میں اس بے ہودہ شوق کے نتیجے میں کئی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں، کتنے ہی بچے آنکھوں اور دوسرے قیمتی اعضاء سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح آتش بازی کے اس شوق سے قومی سرمائے کا بھی سخت نقصان ہوتا ہے، لہذا اس کا انسداد ضروری ہے۔

۴۲۔بسنت

بسنت ایک غیر اسلامی ہندوانہ رسم ہے لیکن ہمارے ملک میں ہر سال اسکی حوصلہ افزائی کر کے درجنوں بے گناہ افراد کو اس کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ بسنت پر ملک وقوم کے کروڑوں روپے خرچ کردیئے جاتے ہیں، لہذا اس رسم کا انسداد خاص طور پر ضروری ہے۔

۴۳۔غیر مسلموں کے حقوق

مسلمانوں کی طرح ہمارے ہاں غیر مسلم بھی ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں، حالانکہ شریعت نے ان لوگوں کے بھی حقوق مقرر کئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ غیر مسلمانوں کے حقوق بھی بحال کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں علماء کرام اور غیر مسلم زعماء پر

مشتمل ایک بااختیار کمیٹی تشکیل دی جائے، جو غیر مسلمانوں کے حقوق کی بحالی کے لئے مؤثر اقدامات کرے۔

۴۴۔نماز باجماعت کی پابندی

پورے ملک میں یہ نظام قائم کیا جائے کہ جیسے ہی آذان کی آواز سنائی دے گی تمام دکانیں، کاروباری مراکز اور دفاتر بند کردیئے جائیں گے، تا کہ سب لوگ نماز باجماعت ادا کرسکیں، حتی الامکان تمام مساجد میں آذان اور نماز کے اوقات یکساں طے کئے جائیں۔اذان بھی وہ دی جائے جو مدینہ اور مکہ میں ہوتی ہے۔

۴۵۔طلبہ امن فورس

مدارس اور سکول کالج کے طلباء پر مشتمل خصوصی امن فورس تشکیل دی جائے۔یہ طلبہ قیام امن کے سلسلہ میں پولیس اور فورسز کی معاونت کریں۔

۴۶۔منصوبہ بندی برائے روزگار

بیروزگاری ہماری عوام کا اہم مسئلہ ہے۔اس مسئلہ سے سنجیدگی کے ساتھ نمٹنے کے لئے ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی جیسی غیر شرعی مہمات کو ترک کر کے ان کی بجائے منصوبہ بندی برائے روزگار کی مہم کا اجراء کیا جائے۔

۴۷۔سیر وتفریح کے جداگانہ مراکز

اسلام تفریح کی بخوشی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ اس میں خلاف شرع حرکات نہ ہوں۔لہذا ضروری ہے کہ ملک میں ایسے تفریحی مراکز قائم کئے جائیں جن میں مردوں کے لئے جداگانہ تفریحی طبع کا بندوبست ہو اور ان میں کسی قسم کی کوئی خلاف شرع حرکت نہ ہو۔

۴۸۔ جہاز،ٹرین،بسوں اور ویگنوں میں پردے کا انتظام

ہمارے ملک کے بیشتر علاقوں میں اس وقت آمدورفت کے لئے جو سفری ذرائع استعمال ہورہے ہیں ان میں مردوں کیلئے علیحدہ علیحدہ باپردہ سفر کرنے کا بندوبست نہیں ہے۔لہذا ضروری ہے کہ تمام بسوں، ویگنوں،ٹرینوں اور جہازوں میں مردوں کیلئے علیحدہ علیحدہ باپردہ سفر کا انتظام کیا جائے۔

۴۹۔جلاوطن افراد کیلئے معافی کا اعلان

کئی جلاوطن قومی راہنماء جو اس وقت سیاسی انتقام کا نشانہ بننے سے بچنے کے لئے جلاوطنی کی زندگیاں گذارنے پر مجبور ہیں۔شریعت کی روشنی میں ضابطہ بنا کر ان کیلئے عام معافی کا اعلان کیا جائے۔

۵۰۔سڑکوں اور شہروں کے لئے بورڈ:

پاکستان میں چند شہروں اور شاہراہوں کو چھوڑ کر باقی سب جگہ اگر انسان سفر کرے تو بعض اوقات دور دور تک اندازہ نہیں ہوتا کہ آنے والی جگہ کتنے کلومیٹر رہ گئی ہے۔ پھر اگر کہیں سڑک دو حصوں میں تقسیم ہو جائے تو وہاں کوئی بورڈ نہیں ہوتا ایسی جگہوں پر بورڈ نصب کئے جائیں۔جس میں وضاحت ہو کہ یہ دونوں حصے کس کس طرف کو جارہے ہیں۔ بارہا سفروں میں انسان ایسے مقامات پر انتہائی مشکل میں پڑ جاتا ہے کہ وہ کس طرف کو جائے۔بعض اوقات غلط راستے کی طرف چل نکلتا ہے۔اسی طرح شہروں کے اندر داخل ہوتے وقت کوئی بورڈ نہیں ہوتے جس پر شہر کے سارے محلوں اور سڑکوں کی تفصیل درج ہو۔ سڑکیں جب دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہیں تو وہاں بھی اکثر بورڈ نہیں ہوتے۔ان سب باتوں کی وجہ سے مسافروں کو منزل تک پہنچنے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔بعض

اوقات مسافر راستہ گم کر بیٹھتے ہیں اور بہت دور غلط منزلوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت تمام علاقے کی انتظامیہ اور عوام سے یہ گذارش کرے کہ ہر علاقے کے اندر سڑکوں پر بورڈ نصب کئے جائیں۔ جہاں سڑک دو حصوں میں تقسیم ہو وہاں بھی بورڈ لگایا جائے۔ شہر کے محلوں کی ساری تفصیل کا ایک بورڈ بھی شہر سے باہر آویزاں ہونا چاہیے۔ دیہاتوں کی طرف جب سڑک مڑے وہاں بھی بورڈ لگنے چاہییں جن میں دیہاتوں کی ساری تفصیل درج ہو۔

شراب، جوااور بدکاری کے اڈے چلانے والوں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے ہمارے مسلمان بھائیو!

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں لاکھوں، کروڑوں نعمتوں سے نوازا ہے، اللہ کی ہر نعمت ایسی ہے کہ اگر وہ چھن جائے تو دنیا کے کسی بازار میں نہیں ملتی، کوئی کمپنی ایسی نعمتیں تیار نہیں کرسکتی، فرض کیجئے کہ اگر خدانخواستہ آنکھ ضائع ہوجائے تو کوئی بازار ایسا نہیں، جہاں سے یہ خریدی جاسکے۔ اسی طرح اگر گردے فیل ہوجائیں تو کوئی کمپنی ایسی نہیں کہ نیا گردہ تیار کردے، روزانہ صبح کا ناشتہ، دوپہر کا کھانا اور پھر رات کی روٹی، یہ سب اسی کی نعمت ہے۔ ایسی نعمتیں بخشنے والے رب کی کھلے عام نافرمانی آخر کیوں ہورہی ہے؟...کیا پھر ایک زلزلے کا انتظار ہے .... جو لمحوں میں سب کو زمین میں دفن کرڈالے؟......خدارا سوچیں! اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اسلام ہی اس کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے۔ اسلام ہی ہر انسان کی یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اسلام ہی ہماری پہچان ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا اور اس کے نفاذ اور سربلندی کی جدوجہد ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضہ اور اہم دینی فریضہ ہے۔ لیکن اے ہمارے مسلمان بھائیو!....کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ ایک مسلمان ہونے کے ناطے اپنے حقوق و فرائض ادا کررہے ہیں کہ نہیں؟

یقیناً آپ کو معلوم ہوگا کہ شراب اسلام میں قطعاً حرام ہے۔ شراب تو انسان کو حیوان بنادیتی ہے اور انسان اس ناپاک چیز کے نشے میں مست ہوکر ماں، بہن اور بیوی میں تمیز کھودیتا ہے۔ اسی لئے تو حضور ﷺ نے اسے برائیوں کی ماں قرار دیا ہے۔

ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ

مجھے اپنی عزت کی قسم، میرے بندوں میں سے جو بھی شراب کا ایک گھونٹ پئے گا، میں اس کو اتنی ہی پیپ پلاؤں گا۔

جوئے کو قرآن نے شیطانی عمل قرار دیاہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
(ترجمہ) اے ایمان والو بیشک شراب اور جوا اور بت اور پانسے سب ناپاک اور شیطان کا فعل ہیں۔ پس اس سے بچو تا کہ کامیاب ہوسکو۔

زنا کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ زانی مردوں کی شرمگاہیں قیامت کے دن میلوں لمبی کر دی جائیں گی اور ان پر سانپ اور بچھو چھوڑے جائیں گے اور زانی عورتوں کی شرمگاہوں میں آگ کے انگارے بھرے جائیں گے اور ان سے جو خون اور پیپ نکلے گا وہ زانی مردوں کو پلایا جائے گا۔

اے ہمارے پیارے بھائیو! .....زنا.....جوا.......اور شراب نوشی تینوں انتہائی سخت جرائم ہیں جو پورے معاشرے کو بگاڑ اور تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں، لہذا ہم آپ سے انتہائی محبت اور ہمدردی کیساتھ پرخلوص اور دردمندانہ اپیل کرتے ہیں آپ اگر جوئے، شراب یا بدکاری کا اڈہ چلا رہے ہیں تو ایک سچا مسلمان اور اچھا انسان ہونے کے ناطے اپنی قبر وحشر کو سامنے رکھ کر یہ حرام کاروبار ختم کر دیں اور رزق حلال کا راستہ اختیار کریں، بصورت دیگر برائی اور بے حیائی کے ایسے مراکز کے خاتمے کے لئے تحریک طلبہ وطالبات ہر ممکنہ قدم اٹھانے پر مجبور ہوگی۔ بہتر ہے کہ آپ فوراً اچھا مسلمان ہونے کا ثبوت دیں اور برائیوں کے خاتمے کے لئے ہمارا ساتھ دیں۔

ہم تمام مسلمان بھائیوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے آس پاس نگاہ رکھیں اور جہاں کہیں بھی انہیں شراب نوشی، جوئے یا عصمت فروشی کا اڈہ نظر آئے وہ اس کے خاتمے کے لئے فوراً جدوجہد شروع کر دیں،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور برائی سے محفوظ فرمائے۔

(آمین)

ڈرائیور بھائیوں اور مسافروں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے ہمارے قابل احترام مسلمان بھائیو!

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کی خوشیاں نصیب فرمائے اور سفر کے دوران آپ سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگ دنیا میں نیک کام کریں گے ان کے لئے آخرت میں خوبصورت جنت ہوگی اور یہ بھی ارشاد ہے کہ جو لوگ برے کام کریں گے، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت نصیب فرمائے اور جہنم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اے ہمارے مسلمان بھائیو!..........اگر آپ اس سفر کے دوران اپنی گاڑی میں خدانخواستہ ویڈیو یا گانے دیکھ رہے ہیں یا سن رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سے سخت غلطی ہورہی ہے کیونکہ گانے سننے اور فلمیں دیکھنے سے لوگوں کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں۔ نوجوان ایسی گندی فلمیں دیکھ کر اپنی مسلمان بہنوں کی عزتیں لوٹتے ہیں۔ انہیں بے آبرو کرتے ہیں اور ایسے بھیانک جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، جو انتہائی شرمناک ہوتے ہیں، ان جرائم کا جتنا گناہ ان نوجوانوں کو ہوتا ہے اتنا ہی ان لوگوں کو ہوتا ہے جو انہیں ایسی فلمیں دکھا کر گمراہ کرتے ہیں۔

اور اے ہمارے مسافر بھائیو! ہمیں امید ہے کہ آپ اس حقیقت سے بھی باخبر ہوں گے کہ ہمارا یہ سفر ایک عارضی سفر ہے اور اصل سفر تو زندگی کا وہ سفر ہے جس کا عنقریب

خاتمہ ہونے والا ہے۔اس سفر کے اختتام پر قبر میں صدیوں کا تنہا سفر کر کے بالآخر ہمیں ایک ایسے مقام پر پہنچنا ہے، جہاں کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اس میدان حشر میں کھربوں انسان اپنے پروردگار کے حضور پیش ہوں گے، اس دن ان انسانوں کے نامہ اعمال کھولے جائیں گے، ان اعمال ناموں میں ان انسانوں کے دنیا میں گزرے ہوئے اوقات کی ساری داستان درج ہوگی اور خود ہمارے کان، آنکھیں وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، بول بول کر ساری تفصیل بتلا دیں گے اب ہمیں سوچنا یہ ہے کہ ہم اس سفر کے دوران کیا کر رہے ہیں اور اس اصل منزل کے لئے کیا تیاری کر رہے ہیں؟... یاد رکھیئے کہ آج ہم جو کچھ کر رہے ہیں، کل ہمیں اپنے اللہ کے سامنے اس کا جواب دینا ہے۔

ہم آپ کے مسلمان بھائی اور بہنیں آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ایسی فحش فلمیں اپنی گاڑی میں نہ چلایا کریں اور نہ ہی ایسے بیہودہ گانے اور نہ ہی ایسے مناظر دیکھا اور دکھایا کریں اور نہ سنا، سنایا کریں اس کی بجائے آپ اچھی اچھی باتوں پر مشتمل کیسٹیں اور خوبصورت مناظر کی سی ڈیز حاصل کریں اور انہیں اپنی گاڑی میں چلائیں۔

ہم اپنے مسافر بھائیوں سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے سفر کو ضائع کرنے کے بجائے قیمتی بنائیں، کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ آپ سب دوست سفر کے دوران فضول گانے سننے اور بیہودہ فلمیں دیکھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔ اس سے اپنے لئے اور اپنے خاندان کے لئے رحمت اور برکت کی دعائیں مانگیں اور اس سفر کو اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ کی نعتیں سنتے ہوئے گزاریں۔

یاد رکھیئے کہ ہر مسلمان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ جہاں بھی برائی دیکھے اسے روکے۔ آپ بھی سفر کے دوران ہر ممکن کوشش کریں کہ ڈرائیور حضرات گانے وغیرہ کی

کیسٹ لگا کر نہ آپ کا نقصان کریں اور نہ ہی اپنا نقصان کریں۔

اے ہمارے مسلمان بھائیو!......ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں اگر آپ نے ایسا کیا تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی روزی میں برکت ہوگی، آپ کا سفر برکت اور سعادت کا ذریعہ بن جائے گا اور یوں آپ دنیا میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔ ہم تمام مسلمان بھائیوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے آس پاس نگاہ رکھیں اور جہاں کہیں بھی انہیں گاڑیوں میں فحش گانے یا بے ہودہ فلم چلتی نظر آئے وہ اس کی روک تھام کے لئے فوراً جدوجہد شروع کردیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور برائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

دکاندار بھائیوں اور ہوٹل مالکان کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے ہمارے قابل احترام مسلمان بھائیو!

سب سے پہلے آئیں ہم سب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام سب سے بڑی دولت ہے، اور مسلمان ہونا سب سے بڑی سعادت ہے، جس شخص کو یہ نعمت مل گئی وہ واقعی خوش قسمت ہے۔

لیکن اے ہمارے بھائی!......کیا آپ نے کبھی سوچا کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمارے اوپر کچھ فرائض بھی عائد ہوتے ہیں ......کیا ہم نے کبھی ان ذمہ داریوں کو نبھانے کا بھی سوچا......اگر خدانخواستہ ہم نے کبھی اس سلسلہ میں نہیں سوچا تو یقین جانئے یہ بہت ہی نقصان کی بات ہے......اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سوچ وفکر کی توفیق نصیب فرمائے۔

اے ہمارے مسلمان بھائیو! ......آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ فحش منظر ، بیہودہ تصاویر پر مشتمل فلمیں اور گانے نوجوان نسل کے اخلاق تباہ کرنے میں بنیادی کردار

ادا کرتے ہیں، یہی فلمیں دیکھ کر اور گانے سن کر نوجوانوں کے خیالات غلط رخ اختیار کرتے ہیں وہ اس قدر جذبات کا شکار ہو جاتے ہیں کہ انہیں نہ تہذیب و وقار کا خیال رہتا ہے اور نہ ہی ایمانی تقاضے انہیں یاد رہتے ہیں، پھر یہ نوجوان اسی مدہوشی کے عالم میں ایسے ایسے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں کہ انسانیت ان سے پناہ مانگنے لگتی ہے، یہی نوجوان اپنی بہنوں کی عزت لوٹتے ہیں، انہیں بے آبرو کرتے ہیں ان کے ساتھ درندوں جیسا سلوک کرتے ہیں ...... اور انہیں یہ خیال ہی نہیں رہتا کہ وہ جن بدقسمت لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا رہے ہیں وہ انہیں کی مسلمان بہنیں ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ بھی روزانہ ایسے بہت سارے دلخراش واقعات اخبار اور رسائل میں پڑھتے، سنتے رہے ہوں گے...... تو کیا اے ہمارے مسلمان بھائی!...... آپ نے کبھی سوچا کہ فلمیں دیکھ دیکھ کر اور گانے سن سن کر یہ نوجوان جو گناہ کرتے ہیں۔ اس میں ان کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی برابر کے شریک ہوتے ہیں، جنہوں نے انہیں یہ فلمیں فراہم کیں اور یہ گانے ان تک پہنچائے یا ان کو سنائے۔

اے ہمارے مسلمان بھائی!...... ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی التجا کو آپ غور سے سنیں اور درد دل کے ساتھ اس پر غور کریں...... ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ کے لئے آپ ان گندی فلموں اور بیہودہ گانوں کو فروخت کرنا چھوڑ دیں اور نہ ہی ایسی خرافات اپنے ہوٹل میں چلائیں...... خدا کے لئے آپ اپنے معاشرے کو بگاڑنے میں کردار ادا نہ کریں...... ورنہ نہ صرف آخرت میں، بلکہ دنیا میں بھی آپ کو اس کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

اے ہمارے مسلمان بھائی!...... آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر آپ نے یہ ایسی فلمیں چلانی چھوڑ دیں، یا گانے بجانے کی سی ڈیز کا کاروبار چھوڑ دیا تو آپ کی روزی کا کیا بنے گا...... آپ کھائیں پئیں گے کہاں سے؟...... تو عرض ہے کہ روزی اللہ تبارک وتعالیٰ

کے ہاتھ میں ہے، جو مقدر میں ہے وہ مل کر رہتا ہے۔ پھر ایسے کام کیوں کیے جائیں جن سے اللہ پاک اور نبی ﷺ ناراض ہوں۔ اس لئے اس کے بجائے آپ ایسی سی ڈیز اور کیسٹ چلائیں اور فروخت کریں جن سے نوجوان نسل کی اچھی رہنمائی ہو۔ یہ نوجوان نسل جو اچھے کام کرے گی اس کا ثواب قیامت تک آپ کو ملتا رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمان بھائیوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے آس پاس نگاہ رکھیں اور جہاں کہیں بھی انہیں غیر اخلاقی سی ڈیز یا کیسٹ کی دکان نظر آئے یا وہ ہوٹل وغیرہ میں گانے وغیرہ چلتے دیکھیں تو اس برائی کے خاتمے کے لئے فوراً جدوجہد شروع کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور برائی سے محفوظ فرمائے (آمین)

اصحاب قلم اور ارباب صحافت کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے ہمارے قابل احترام مسلمان بھائیو!

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم سب کو اپنے پسندیدہ دین اسلام کا پیرو کار بنایا۔ بے شک اس سے بڑھ کر کوئی سعادت مندی نہیں ہوسکتی، لیکن مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی کریں اور کسی بھی ایسے عمل سے گریز کریں جو اللہ اور رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث بن کر ہمارے لئے دین و دنیا کے خسارے کا سبب بن جائے۔

اے ہمارے مسلمان صحافی بھائی !...... ہمیں یقین ہے کہ آپ جس پیشے سے وابستہ ہیں، آپ کو اس کی حرمت اور تقدس کا پورا پورا احساس ہوگا۔ قلم کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ خود رب تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے کلام مجید میں اس کی قسم کھائی ہے۔ قلم

وقرطاس سے رشتہ بندے کے لئے وہ سعادت ہے، جو اسے اپنے رب سے نسبت اور تعلق عطا کرتی ہے' بشرطیکہ اس تعلق کا پاس ولحاظ رکھا جائے۔ لہذا ضروری ہے کہ آپ ہمیشہ قلم کے تقدس کو ملحوظ رکھیں اور اپنے پیشے کے تقدس کی حرمت سے صرف نظر نہ کریں۔ ہمارے تمام صحافی بھائیوں کو رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کو ان تمام کا ثواب ملے گا جو اس طریقے پر عمل پیرا ہوں گے اور جس شخص نے کوئی غلط روش جاری کی اسے ان تمام لوگوں کا گناہ ملے گا جو یہ غلط روش اختیار کریں گے۔

اے ہمارے مسلمان صحافی بھائی! اس حقیقت میں کیا شک ہے کہ اہل صحافت کا معاشرے کی تعمیر اور تخریب میں انتہائی اہم کردار ہے۔ اس طبقے کی طرف سے سوچ وفکر کے جو زاویے عطا کیے جاتے ہیں' قوم انہیں پر آگے بڑھتی ہے' انہیں اپنا دستور العمل قرار دیتی ہے اور اپنے ہر حرکت وعمل کو اسی کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔ ایسی صورتحال میں جب کسی قوم کے اہل قلم اور ارباب صحافت غلط روش پر چل پڑیں تو اس بدقسمت قوم کا فساد اور تباہی و بربادی یقینی ہو جاتے ہیں۔

اے ہمارے مسلمان صحافی بھائی! ذرا سوچئے! دو چار لمحے کو غور کیجئے اور سچے دل سے بتائیے! کیا ہمارے بعض ذرائع ابلاغ معاشرے میں جنسی انارکی پھیلانے کا ذریعہ نہیں بن رہے؟ کیا ہمارے اخبارات وجرائد نوجوان نسل کو غلط راہوں پر ڈالنے کا باعث نہیں بن رہے؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہم اپنے دینی احکام اور تہذیب واقدار کو پامال کر کے مستقبل کے نونہال میں بگاڑ کے بیج بو رہے ہیں؟ ...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمارا نوجوان طبقہ ٹی وی اور اخبارات سے ملنے والے مواد کے زیر اثر ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کر رہا ہے جو پوری قوم کے لئے بدنامی اور شرمساری کا باعث ہے؟ ...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ نوجوان لڑکے ٹی وی،

اخبارات کے منظر منظر اور صفحہ صفحہ پر پھیلی ہوئی غیر اخلاقی تصاویر اور عبارت کو دیکھ کر اپنی ہی مسلمان بہنوں کی عزت اور عصمت لوٹنے کے درپے ہیں۔ ہمہ وقت ان کے تن من میں شرارت و ہیجان کا طوفان برپا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہ صرف شریعت بلکہ تہذیب وثقافت کی بھی تمام حدود پھلانگتے نظر آتے ہیں ...... ایسے بے راہ رو نوجوانوں کے ہاتھوں شکار ہونے والی مجبور لڑکیاں ...... آخر کس کی بہن' بیٹیاں ہوتی ہیں؟

اے ہمارے مسلمان بھائی! ...... ہم آپ کے مسلمان بہن، بھائی آپ سے التجا کرتے ہیں کہ خدارا...... خدارا...... آپ اپنے پیشے کے تقدس کا خیال کیجئے' قلم کی حرمت کا پاس کیجئے...... مسلمان ہونے کے ناطے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کیجئے اور صحافت سے وابستگی کو ایک عظیم نعمت گردانتے ہوئے اس کی قدر و قیمت پہچانئے ...... ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جد و جہد میں آپ بھی عملی حصہ ڈالئے' ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ نوجوان نسل کو اخلاقی تباہی سے بچانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کیجئے۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ اپنی ہی بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں محفوظ کرنے کے لئے ایسے ہر کام سے گریز کیجئے جو معاشرے میں بگاڑ اور فساد کا باعث بنے۔

اے ہمارے مسلمان صحافی بھائی! یقین جانئے! رزق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے جو مقدر میں لکھا ہے وہ مل کر رہنا ہے۔ تو پھر کیوں چند روپوں کی خاطر ہم اپنا ایمان بھی خطرے میں ڈالیں اور اپنی دنیا بھی بگاڑے...... کیا عزت و آبرو، وقار شرافت، امن وسلامتی، ایمان، اسلام اور اخلاق وتہذیب سے بڑھ کر بھی کوئی دولت ہوسکتی ہے...... اگر نہیں' اور یقیناً نہیں...... تو پھر......

اے طائر لاہوتی! اس رزق سے تو موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

پولیس اور انتظامیہ اہل کاروں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بخدمت گرامی!

بعد صد آداب گزارش ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں، ہم سب نے کلمہ ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ پڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ ہم آپ کے حکموں کے مطابق زندگی گزاریں گے اور آپ کے بھیجے ہوئے رسول محمد عربی ﷺ کی سنتوں والی زندگی پر عمل پیرا ہوں گے۔ زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں، پھر قبر کا صدیوں سالہ طویل ترین سفر درپیش ہے جو تنہا کرنا ہوگا، اس کے بعد قیامت کا پچاس ہزار سال سے زیادہ طویل دن ہوگا۔ اس میں ہم نے پہنچنا ہے جہاں ہمارا حساب وکتاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے سب کچھ نوٹ کر رہے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے کان، ہاتھ پاؤں جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ہم پر گواہ ہیں۔ یہ سب نوٹ کر رہے ہیں۔ اور دنیا میں ہم نے جو کچھ کیا ہوگا، قیامت کے دن اس کو ظاہر کر دیں گے۔ پھر وہاں سے ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ اگر اچھے اعمال کئے تو ہمیشہ ہمیشہ کی ایک حسین زندگی کا آغاز ہوگا۔ اور اگر ظلم وستم کیا اور مظلوم کی دادرسی نہ کی، ظالم کا ساتھ دیا، رشوت لی، کمزوروں پر ظلم کیا، غریبوں پر ستم کیا، تو پھر یاد رکھیئے کہ رب کریم جو رحمٰن ورحیم بھی ہیں، مگر جبار وقہار بھی ہیں۔ ان کی سخت پکڑ کا سامنا کرنا ہوگا پھر ایسی جہنم اور جیل ہوگی جس کا ہم دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حدیث میں آتا ہے جہنم کے سانپ، بچھو، اونٹ، خچروں کے برابر ہوں گے، جو ایک بار ڈس لیں گے تو چالیس سال تک انسان تڑپتا ہی رہ جائے گا۔

اس لئے ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ خدارا...... کچھ وقت نکالئے اور علیحدہ

بیٹھ کر یہ سوچیئے کہ اگر آج دل کا دورہ پڑ جائے' گردے فیل ہوجائیں' دماغ کی رگ پھٹ جائے یا ایکسیڈنٹ ہوجائے اور ہم موت کے منہ میں چلے جائیں تو ہے کوئی بچانے والا قبر اور آخرت کے عذاب سے......لہذا آیئے! ہم عہد کریں کہ آج کے بعد کسی پر ظلم نہیں کریں گے' رشوت نہیں لیں گے' اقربا پروری نہیں کریں گے' قومی تعصب کو سامنے نہیں رکھیں گے صرف اور صرف ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے انسانیت کی خدمت کریں گے' مظلوموں کا ساتھ دیں گے' چوروں' ڈاکوؤں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے۔

مدارس' سکول اور کالجز کے طلبہ امن وامان کے قائم کرنے اور مظلوموں کا ہاتھ روکنے میں آپ کے تعاون کے لئے تیار ہیں۔ رات کو علاقہ کا پہرہ دینا پڑا تو آپ کی معاونت کے لئے وہ پہرہ دینے کو بھی تیار ہیں۔ چور ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنا پڑا تو آپ کا تعاون کرتے ہوئے اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ جہاں ہمارے پولیس والے بھائی لوگوں کو سکون وراحت پہنچانے کے لئے رات کو گشت کرتے ہیں۔ وہاں مدارس اور سکول کالجز کے طلبہ بھی ان کے ساتھ گشت کرنے کو تیار ہیں۔

اے ہمارے مسلمان بھائیو! ہماری آپ سے کوئی دشمنی نہیں' ہماری دشمنی اس طاغوتی نظام سے ہے' جو سارے فسادات کی جڑ ہے۔ ہماری دشمنی قاتلوں' اغواء کاروں' ڈاکوؤں' چوروں' رشوت خوروں اور بہنوں کی عصمت دریاں کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیئے! ہم مل جل کر اپنے علاقے میں اسلامی نظام قائم کریں اور اسے امن وسکون کا گہوارہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

......☆☆☆......